بچوں کے لیے تعلیم، تفریح اور تربیت ساتھ ساتھ
ماہنامہ
الف نگر
لاہور
ALIF NAGAR
مئی 2018ء
جلد: 1 شمارہ: 1
آمدِ رمضان مبارک
میرے پاس وقت نہیں
الف نگر کے مقابلہ ''الف لیلہ'' میں پہلی انعام یافتہ کہانی
ایک تھا اُلّو عینک والا
بچوں کے لیے عمیر احمد کا منفرد کہانی سلسلہ

انتظار! بہت مشکل مرحلہ ہے
خواہ وہ اپنی تخلیق دنیا کے سامنے لانے کا ہو یا
اپنے پسندیدہ لکھاری کی تحریر پڑھنے کا

الف کتاب نے ''ورق سے آگے'' کا اپنا وعدہ پورا کیا

جہاں آپ روزانہ کی بنیاد پر نا صرف مختلف موضوعات پر نت نئی کہانیاں پڑھ سکتے ہیں بلکہ لا سکتے ہیں اپنی تحاریر دنیا کے سامنے

وہ بھی صرف ایک کلک پر......

تو آج ہی Alifkitab.com پر بالکل مفت لاگ اِن کریں اور بن جائیں حصہ پاکستان کے سب سے
بڑے رائٹرز ڈیٹا بینک اور ملک کے سب سے پہلے اُردو ڈیجیٹل پورٹل کا
کیوں کہ آنے والا دور ہے

''ورق سے آگے''

Karachi Office: 120-R,
PECHS Block 2, Karachi, Pakistan
Ph: 021-38881214 E-mail: hasan@alifkitab.com

Lahore Office: 43/11, F.C.C Villas,
Gulberg IV, Lahore, Pakistan
Ph: 042-35754344 E-mail: info@alifkitab.com

بچوں کے لیے تعلیم، تفریح اور تربیت ساتھ ساتھ

ماہنامہ
الف نگر
لاہور

ALIF NAGAR

مئی 2018ء | جلد: 1 شمارہ: 1

چیف کانٹینٹ آفیسر
عمیرہ احمد

چیف آپریٹنگ آفیسر
محمد عدنان بٹ

کری ایٹو اینڈ پبلشنگ ہیڈ
شاذیہ خان

الف نامہ

السلام علیکم!

ننھے دوستو! امید ہے آپ بھی خوش باش ہوں گے اور امتحانات کے بعد اچھے نمبروں سے پاس ہو کر نئی کلاسوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ خوشی کے ان لمحات میں گرمی کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے کی بھی آمد آمد ہے، جو آپ کے لیے ایک زبردست تحفہ ثابت ہوتا ہے۔ کیا خیال ہے؟

لیجیے بچو! 1 مئی 2018ء سے آپ کے لیے الف نگر کی دنیا کے بند دروازے کھول رہے ہیں۔ جی ہاں! ادبِ اطفال میں ایک نیا اضافہ، یعنی خوب صورت اور دیدہ زیب میگزین ماہنامہ "الف نگر" کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس میں بہترین کہانیاں، مزے مزے کی نظمیں، دلچسپ کھیل، آرٹ اینڈ کرافٹ، سہیلیاں، سائنس فکشن، کچن کارنر، نگر نگر کی سیر، اردو انگلش لغت، عربی گرامر اور بہت سارے انعامی سلسلے بھی ہوں گے۔

یقیناً پاکستان کے پہلے ڈیجیٹل پورٹل "الف کتاب" کی جانب سے بچوں کے ایسے منفرد میگزین کا اجرا آپ کے لیے لاجواب اور حقیقی تحفہ ثابت ہوگا جو جدت اور روایت کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے بہترین ادب آپ کی خدمت میں پیش کرے گا۔

الف نگر میگزین آپ نا صرف پرنٹ بلکہ ڈیجیٹل صورت میں فیس بک اور یوٹیوب پر بھی پڑھ اور دیکھ سکیں گے۔ ہماری بھرپور کوشش ہوگی کہ ادبی روایات اور معیار کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کو ہر طرح کی معلومات کے ساتھ بہترین تفریح بھی مہیا کی جائے۔ میگزین میں بچوں کے نامور ادیبوں اور شعرا کے ساتھ ساتھ نوآموز لکھاریوں کو بھی لکھنے کے بہتر مواقع اور مناسب اعزازیہ پیش کیا جائے گا۔

ہمارے ادارے کی چیف کانٹینٹ آفیسر عمیرہ احمد کی بے مثال پلاننگ، چیف آپریٹنگ آفیسر محمد عدنان بٹ اور کری ایٹو اینڈ پبلشنگ ہیڈ شاذیہ خان کی معاونت اور الف نگر ٹیم کے دیگر ممبران کی بھرپور محنت کی بدولت یہ خوب صورت میگزین تمام مراحل کے بعد آپ تک پہنچا ہے۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گا۔ ہمیں آپ کے خطوط اور تبصروں کا انتظار رہے گا۔

والسلام

ضیاء اللہ محسن

ایڈیٹر
ضیاء اللہ محسن

سب ایڈیٹر
سعدیہ شریف

معاونین
نوید احمد خان / عفیرہ کومل

آرٹ منیجر
ثمین توقیر

گرافک ڈیزائننگ
محمد عباس حسین

کمپوزنگ
ثاقب سلطان

ایڈورٹائزنگ / مارکیٹنگ / سرکولیشن
رمیز احمد 0331 5178929

زیرِ اہتمام: الف کتاب پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

قیمت

فی شمارہ:	60 روپے
یورپ / امریکہ:	8 ڈالر
عرب ممالک:	12 درہم
سالانہ ممبرشپ:	1000 روپے

خط و کتابت کے لیے

ماہنامہ الف نگر 43/11 ایف سی سی والا زگلبرگ IV لاہور

فون نمبر: 042-35754344 فیس بک: alifnagarofficial

یوٹیوب: alifnagarofficial ای میل: submissions.alifnagar@alifkitab.com

کھُل جا سِم سِم

حمد/نعت — عبداللہ فراز/نوشین فاطمہ — 3

نعمت کا شکر — سعدیہ چوہدری — 4

نیکی کا سکہ — محمد نعیم عالم — 5

دادا جان کی بیٹھک — گل ہما عمران — 8

آمدِ رمضان المبارک — احمر بنا طہر — 9

پھول وادی — راحت عائشہ — 10

کون کرے گا ناشتہ — علی حسن سوز — 13

میرے پاس وقت نہیں — انشا علی — 16

شہروز اور چندا ماموں — زارا فراز — 20

الف ستارے — مغیرہ کول — 22

جگنو اور ٹیپو — دلشاد رحیم — 24

ایک تیر دو شکار — ادارہ — 28

پٹاری — ماریہ صدیق — 29

آؤ سیر کو چلیں — قارئین — 30

ایک تھا اُلو عینک والا — عبیر واحد — 32

اچھے بچے — صوبیہ اطہر — 35

بلیو منڈے — ادیبہ ناز نوری — 36

اچھی باتیں — احمد عدنان طارق — 39

آرٹ گیلری — قارئین — 40

اُلٹے میاں کے کارنامے — 42

ستاروں کی دنیا — ارحم سعید — 48

شکاری — محمد عرفان رامے — 50

گل مہر اور مونی — مسعودہ ظہیر — 54

گوشی کا بستہ — ساجدہ غلام محمد — 56

الف اقراء — نوید معروف — 58

روشنی کا دیا — فوزیہ خلیل — 60

سورج بادشاہ کا محل — سمیرا انور — 62

حمد

میرے پیارے اللہ نے

عبداللہ آذفر

خوش رنگ پھول اُگائے ہیں
میرے پیارے اللہ نے

دن اور رات بنائے ہیں
میرے پیارے اللہ نے

اُس نے ہم کو پالا ہے
سب کا وہ رکھوالا ہے

کیا کیا ڈھنگ سکھائے ہیں
میرے پیارے اللہ نے

چاند اور سورج پیارے ہیں
روشن روشن تارے ہیں

فلک پہ کس نے سجائے ہیں
میرے پیارے اللہ نے

نعت

ہے احسان پیارے نبی ﷺ کا

نوشین فاطمہ عبدالحق

نبیؐ نے بتایا ہے اسلام کیا ہے
اور اچھے مسلماں کا انعام کیا ہے

محمدؐ تھا نام ایسے پیارے نبیؐ کا
ہوئے تھے وہ مکہ کی وادی میں پیدا

انہوں نے ہی نیکی کا رستہ دکھایا
انہوں نے ہی گمراہیوں سے بچایا

بہت سے ہیں احسان پیارے نبیؐ کے
سنو تم بھی فرمان پیارے نبیؐ کے

تو آؤ نبیؐ سے محبت کریں ہم
خدا اور نبیؐ کی اطاعت کریں ہم

نعمت کا شُکر

سعدیہ چوہدری

آیت: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن۔

ترجمہ: ''اورتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔'' (سورۂ رحمٰن)

پیارے بچو! سوہنی جنگل میں ایک نیک اور ہوشیار ہُد ہُد رہتا ہے۔ اُس کی پیاری پیاری باتیں سب کے دل کو بھلی لگتی ہیں۔ ایک دن ہُد ہُد درخت میں بنے اپنے گھر میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں بی بطخ اُداس لہجے میں کہنے لگی:

''ہُد ہُد بھیا! میرے پاؤں پیارے نہیں ہیں۔ کاش! اللہ تعالیٰ نے میرے پاؤں خوب صورت بنائے ہوتے۔'' پھر چیل آگئی اور کہنے لگی:

''ہُد ہُد بھائی! مجھے اپنا سیاہ رنگ بالکل پسند نہیں ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ میں ایسا کیا کروں کہ سب سے پیاری نظر آؤں؟''

آخر میں کبوتر کہنے لگا: ''ہُد ہُد بھیا! جب دھول اور مٹی میرے سفید پَروں پر پڑتی ہے تو ان کا رنگ میلا ہو جاتا ہے۔'' ہُد ہُد نے سب کی باتیں سُنیں اور پھر سنجیدہ ہو کر کہنے لگا:

دوستو! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اورتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

سچ تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو جھٹلانا تو دُور، اُس میں کوئی نقص بھی نہیں نکال سکتے، ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ ہمیں اپنی خوبیوں پر بھی دھیان دینا چاہیے۔ بی بی بطخو! تمھیں اپنے پاؤں پسند نہیں مگر ان کی مدد سے تم پانی میں تیر سکتی ہو۔ چیل بہن! اللہ پاک نے تمھیں تیز نگاہ دی ہے۔ تم بلندیوں سے نیچے دوڑتے شکار کو دیکھ لیتی ہو۔ بھائی کبوتر! تم تو دیکھنے میں ہی اتنے پیارے لگتے ہو۔'' ہُد ہُد نے بڑے پیار سے اپنے دوستوں کو سمجھایا تو سب کو ہُد ہُد کی بات سمجھ میں آگئی۔

پھر وہ سب ایک ساتھ بولے: ''پیارے ہُد ہُد بھائی! ہم اپنی سوچ پر شرمندہ ہیں۔ آپ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔ ہم سب آپ کے شکر گزار ہیں۔''

پیارے بچو! جس لفظ سے کسی چیز کی اچھائی یا بُرائی بیان ہو اسے ''اسم صفت'' کہتے ہیں۔ جیسا کہ اس تحریر میں چار پرندوں کا ذکر ہوا ہے۔ آپ ان چاروں پرندوں کی بیان کردہ صفات لکھیے اور ''باتیں ہُد ہُد کی'' کا حوالہ دے کر ہمیں الف نگر پیج پر ان باکس کر دیجیے یا ڈاک کے ذریعے اس پتے پر بھیجیے۔

ماہنامہ الف نگر 43/11 ایف سی سی ولاز، گلبرگ IV، لاہور۔

ای میل: submissions.alifnagar@alifkitab.com

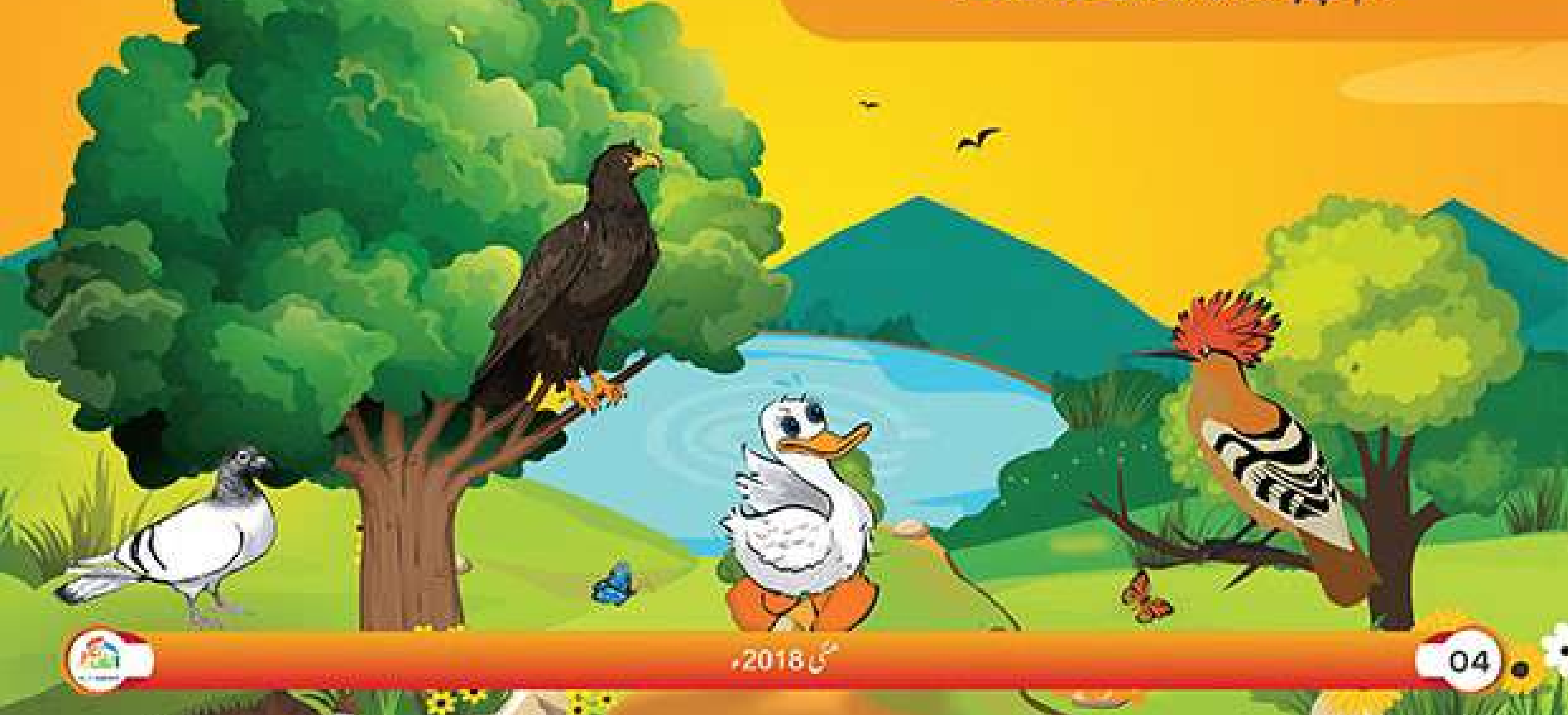

نیکی کا سکہ

محمد فہیم عالم

سائیکل سے گرتے ہی فیصل کا سر درخت سے ٹکرایا۔ آگے کیا ہوا؟ پڑھیے اس کہانی میں۔

فرقان احمد نے جیسے ہی بٹوہ کھولا اُن کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

’’بیگم...! بیگم...! کہاں ہو؟‘‘ فرقان احمد زور سے چلائے۔ شگفتہ اس وقت کچن میں ناشتا تیار کر رہی تھی۔ اپنے خاوند کی آواز سن کر بھاگتی ہوئی آئی۔

’’جی...! کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟‘‘ شگفتہ حیرانی سے پوچھنے لگی۔

’’میرے بٹوے سے رقم تم نے لی؟‘‘ اُنھوں نے سوالیہ نظروں سے شگفتہ کی طرف دیکھا۔

’’نہیں تو...! آپ نے کل رات ہی مجھے پیسے دیے ہیں پھر بھلا میں کیوں لیتی؟‘‘

’’تو پھر بٹوے سے ہزار کا نوٹ کہاں گیا؟ رات کو میرے بٹوے میں ہزار ہزار کے پانچ نوٹ تھے۔ اب صرف چار ہیں۔‘‘ فرقان احمد کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔ ’’کہیں گڈو نے......‘‘ اُن کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے شگفتہ بول اٹھی: ’’نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ٹھیک کہ ہے گڈو ذرا شرارتی لیکن وہ چوری نہیں کر سکتا۔‘‘

’’وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ بٹوے سے روپے بھی اُسی نے چوری کیے ہیں۔ اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا تو میں اُس کی خوب خبر لوں گا۔ اللہ حافظ۔‘‘ فرقان احمد یہ کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتے گھر سے نکل گئے۔

’’ارے...! ناشتا تو کرتے جائیے۔‘‘ شگفتہ نے انھیں پکارا لیکن فرقان احمد کا موڈ آف ہو چکا تھا۔ بے چاری شگفتہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔

چار افراد پر مشتمل یہ گھرانہ فیصل کالونی میں رہتا تھا۔ فرقان احمد اور شگفتہ کے دو ی

بچے تھے۔ گیارہ سالہ عبداللہ پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ سب اُسے پیار سے گڈو کہتے تھے جب کہ پانچ سالہ سُندس پریپ کلاس میں پڑھتی تھی۔

☆......☆......☆

دوپہر کا وقت تھا۔ اسکول سے واپس آتے ہی گڈو اپنے دوستوں کے ساتھ سائیکل ریس کے لیے پارک کے ساتھ والی سڑک پر موجود تھا۔

"ایک....." ریفری شہزاد نے مقابلہ شروع ہونے کا اشارہ دیا۔ اپنی اپنی سائیکلوں پر موجود گڈو، سلطان، فیصل اور خالد نے ہینڈلز پر اپنے ہاتھ اور مضبوط کر لیے۔

"دو......" شہزاد نے جیسے ہی کہا تو گڈو نے فوراً سائیکل چلا دی۔

"گڈو! یہ چیٹنگ ہے یار!" شہزاد چلایا لیکن گڈو بھلا کہاں رکنے والا تھا۔

"تین......" شہزاد نے بلند آواز میں کہا تو سلطان، فیصل اور خالد نے بھی ریس شروع کر دی۔

گڈو ان سے کافی آگے نکل گیا تھا لیکن فیصل نے کچھ ہی دیر میں گڈو کو جا لیا۔ گڈو نے فیصل کو اپنے برابر دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا۔

"اچھا! تو تم گڈو سے آگے نکلو گے؟ ابھی مزہ چکھاتا ہوں۔" گڈو نے خودکلامی کی پھر اچانک گڈو نے اپنا دایاں ہاتھ فیصل کی طرف بڑھایا اور اُسے زور سے دھکا دے دیا۔ سائیکل چلاتے ہوئے فیصل اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چکرا کر گر پڑا۔ اُس کا سر پارک کے کنارے موجود درخت سے جا ٹکرایا۔ فیصل کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ بے اختیار اُس کا ہاتھ اپنے سر کی جانب گیا جہاں خون بہہ رہا تھا۔ اُدھر گڈو سائیکل کو تیزی سے دوڑاتا ہوا جا رہا تھا پھر اُس نے منزل پر پہنچتے ہی مسکرا کر وکٹری کا نشان بنا دیا۔ کچھ دیر تک خالد اور سلطان بھی وہاں پہنچ گئے۔ اُنہوں نے فیصل کو زمین پر پڑا دیکھا تو اپنی سائیکلیں روک کر اس کی طرف بڑھے۔

"ارے! اس کے سر سے تو خون بہہ رہا ہے۔" خالد نے شور مچایا پھر وہ سب فیصل کے ابو کو بلانے دوڑ پڑے۔

☆......☆......☆

"فرقان صاحب!" آواز سنتے ہی فرقان احمد کے قدم رک گئے۔ اُنہوں نے چونک کر دیکھا۔ پڑوسی شعیب صاحب دروازے پر کھڑے اُن کا انتظار کر رہے تھے۔

"فرقان صاحب! آپ کے بیٹے گڈو نے ہماری ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ آج تو اس نے حد ہی کر دی۔" شعیب صاحب نے بے دلی سے سلام لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا بھئی؟ کیا کر دیا گڈو نے؟" فرقان احمد حیرانی سے بولے۔

"اُس نے میرے بیٹے فیصل کو سائیکل سے دھکا دے کر گرایا ہے۔ سر پھٹنے سے فیصل کا کافی خون بہہ چکا ہے۔" شعیب صاحب پسینا صاف کرتے ہوئے بولے۔

"اُف خدایا! پتا نہیں کب سُدھرے گا یہ لڑکا۔ اب کیسی طبیعت ہے فیصل بیٹے کی؟" فرقان احمد پریشانی سے بولے۔

"ابھی اسپتال سے لے کر آیا ہوں۔ پانچ ٹانکے لگے ہیں سر میں... پوری قمیص خون سے سُرخ ہو گئی تھی۔" شعیب صاحب نے غصے سے کہا۔

"شعیب صاحب! میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی اُس کی خبر لیتا ہوں۔" فرقان صاحب نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ پڑوسی ہیں اس لیے چھوڑ رہا ہوں۔ اگر آئندہ اُس نے کوئی شرارت کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔" شعیب صاحب یہ کہہ کر چل دیے۔ فرقان احمد اپنی جگہ ساکت کھڑے رہ گئے۔

"گڈو! ارے گڈو...!" فرقان احمد چلاتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا؟ خیریت تو ہے نا؟" شگفتہ کمرے سے نکل آئی۔

''گڈو کہاں ہے؟ اس کی بدمعاشی تو آج میں نکالتا ہوں۔'' مارے غصے کے فرقان احمد کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ''کچھ پتا بھی تو چلے کہ ہوا کیا ہے؟'' شگفتہ پریشان ہوگئی۔ جیسے ہی فرقان احمد نے شعیب صاحب کی شکایت کا بتایا تو وہ دھک سے رہ گئی۔

''ہائے اللہ...! پانچ ٹانکے...!'' یہ کہتے ہوئے شگفتہ بے دلی سے اٹھی اور فریج سے پانی لینے چلی گئی: ''یہ لیجیے...! آپ پانی پی لیں۔''

فرقان احمد نڈھال ہوکر صوفے پر گر گئے۔ شگفتہ کا دماغ بھی سائیں سائیں کر رہا تھا۔ وہ فرقان احمد کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔ ''پتا نہیں یہ لڑکا کب سُدھرے گا۔'' شگفتہ کے لہجے میں مایوسی تھی۔

''اچھا سنیے...! آج گاؤں سے پھوپھو کی کال آئی تھی۔'' اچانک یاد آنے پر شگفتہ نے بتایا۔ ''اوہ اچھا! وہ ہمارے گھر آرہی ہیں نا؟'' فرقان احمد متوجہ ہوئے۔

''جی ہاں! پھوپو نے ہماری دعوت قبول کرلی۔ پورا ایک مہینہ رہیں گی وہ ہمارے پاس!'' شگفتہ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔

''یہ تو بہت اچھی خبر سنائی تم نے...! بزرگوں کے گھر آنے سے برکت ہوتی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں گڈو پھوپھو کو تنگ نہ کرے۔'' فرقان احمد گڈو کا سوچ کر پریشان ہوگئے۔

☆......☆......☆

''گڈو! یہ کیا کر رہے ہو تم؟'' شگفتہ کی آواز سن کر گڈو نے گھبرا کر آم کے درخت سے نیچے دیکھا۔

''وہ...امی جان...!'' گڈو کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ پیڑ پر چڑھنے کا کیا بہانہ کرے۔

''اوہ امی جان! میں تو چڑیا کا گھونسلا دیکھنے کے لیے درخت پر چڑھا ہوں۔'' گڈو نے فوراً ایک بہانہ بنایا۔

''زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ مجھے معلوم ہے تم چڑیا کے گھونسلے کو نیچے گرانا چاہتے ہو۔'' شگفتہ گڈو کو گھورتے ہوئے بولی۔

''نہیں امی جان! میں تو....'' گڈو کے الفاظ درمیان میں ہی تھے کہ گیٹ کے باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ شگفتہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔

''اوہ! ابا جان آج اتنی جلدی کیوں گھر آگئے؟'' گڈو سوچنے لگا۔ وہ گھنے درخت کے پتوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ شگفتہ دروازے پر پہنچی تو فرقان احمد پھوپو کا ہاتھ پکڑے انہیں اندر لا رہے تھے۔ پھوپو کی عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ بال چاندی کی طرف سفید تھے۔ اُن کے جھریوں بھرے چہرے پر ایک عجیب سا نور تھا۔ گڈو کو پھوپو کا نورانی چہرہ اپنے دل میں اُترتا محسوس ہوا۔

''السلام علیکم پھوپو!'' شگفتہ اُن کے گلے لگ گئی۔

''جیتی رہو میری بچی!'' پھوپو نے شفقت سے شگفتہ کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ فرقان احمد پھوپو کو ڈرائنگ روم میں لے آئے۔ اتنے میں سُندس ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ ''پھوپو! یہ سندس ہے، تیسری کلاس میں پڑھتی ہے۔'' شگفتہ نے بیٹی کا تعارف کروایا۔

''ماشاءاللہ! پیاری بچی ہے۔ اِدھر میرے پاس آؤ بیٹا!'' پھوپو سندس کو اپنی گود میں بٹھا کر پیار کرنے لگیں۔

''ارے! تمہارا گڈو کہیں نظر نہیں آرہا!'' اچانک پھوپو کو یاد آیا۔

''جی پھوپو! وہ تو...'' شگفتہ نے جملہ ادھورا چھوڑا اور جلدی سے اُٹھ کر آم کے پیڑ کی طرف چلی آئی۔

''گڈو کہاں ہے؟'' فرقان احمد نے سوالیہ نظروں سے شگفتہ کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتیں، باہر لان میں کوئی چیز گرنے کی زوردار آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی گڈو کی چیخ سنائی دی۔ سب گھبرا کر لان کی طرف بھاگے۔

(پھر کیا ہوا یہ جاننے کے لیے پڑھنا مت بھولیے گا اس مزے دار کہانی کی دوسری قسط)

دادا جان کی بیٹھک

حضرت آدم علیہ السلام کا قصّہ

ظلِ ہما عمران

اتوار کا دن تھا۔ بچوں کو اسکول سے چھٹی تھی۔ دادا جان اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔ ایسے میں بچے ناشتا کر کے دادا جان کے پاس بیٹھک میں چلے آئے۔

''السلام علیکم دادا جان! آپ سمجھ تو گئے ہوں گے کہ ہم کیوں آئے ہیں آپ کے پاس؟'' ارفع نے شرارتی لہجے میں پوچھا۔

''کیوں نہیں بچو! مجھے پتا ہے کہ تم لوگ کہانی سننے آئے ہو۔'' دادا جان کے جواب پر سب بچے مسکرا دیے۔ تب دادا جان دوبارہ بولے:

''بچو! آج سے ہم قصص الانبیاء یعنی نبیوں کے قصّے شروع کریں گے اور سب سے پہلے میں تمھیں حضرت آدم علیہ السلام کا قصّہ سناؤں گا۔''

''واہ! پھر تو اور بھی مزہ آئے گا۔ ہم ضرور سنیں گے دادا جان۔'' بچوں نے خوش ہو کر کہا تو دادا جان نے مسکرا کر اخبار ایک طرف رکھ دیا۔ عروج، ارفع اور معاذ دادا جان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔

''بچو! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کائنات کے پہلے انسان اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا میں اللہ کے پہلے نبی تھے۔''

''جی دادا جان! انھیں سارے انسانوں کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔''

معاذ نے چہک کر کہا تو دادا جان نے اسے شاباش دی اور قصّہ شروع کر دیا۔

''پیارے بچو! اللہ نے کائنات کے بعد جن اور فرشتے بھی بنائے جو ہر وقت اللہ کی حمد و ثنا یعنی تعریف کیا کرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنانے کا فیصلہ کیا تو فرشتوں نے پوچھا: ''یا اللہ! کیا آپ ایسی مخلوق کو اپنا نائب بنائیں گے جو زمین پر جھگڑا اور فساد کرے گی؟'' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نہ مانا۔'' ''دادا جان! ابلیس کون تھا؟'' عروج نے پوچھا۔

''بیٹا! ابلیس جن تھا مگر بہت زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے فرشتوں میں شامل ہو گیا۔ ابلیس نے اللہ سے کہا: ''میں آگ سے بنایا گیا ہوں اور آدم مٹی سے لہٰذا میں انھیں سجدہ نہیں کروں گا۔''

''اوہ! بڑا ڈھیٹ تھا ابلیس۔'' ارفع نے لقمہ دیا تو دادا جان نے اثبات میں سر ہلایا اور قصّہ آگے بڑھایا۔

''بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ ابلیس نے ایسا کیوں کیا؟'' دادا جان نے بچوں سے سوال کیا۔

''دادا جان ابلیس کو شرم آتی ہو گی۔'' عروج نے جواب دیا۔ ''نہیں بیٹا! اصل میں ابلیس نے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ اُس نے غرور اور تکبر کیا اور اللہ کی نافرمانی کی۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس کے تکبر کی سزا دے کر مردود یعنی اپنی رحمت سے دور کر دیا۔'' ''اوہ! اچھا ہوا اس کے ساتھ......'' معاذ نے دل چسپی لیتے ہوئے کہا۔ بچو! اس کے بعد پتا ہے کیا ہوا؟ ابلیس نے کہا: 'اے اللہ! مجھے کچھ مہلت یعنی وقت دے تاکہ میں تیرے بندوں کو بہکاتا رہوں اور انھیں سیدھے راستے سے ہٹاتا رہوں گا۔'' چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو قیامت تک مہلت دے دی اور کہا: ''میرے مخلص بندے جب بھی توبہ کریں گے میں اُنھیں معاف کرتا رہوں گا۔''

اس طرح ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا۔ (بقیہ صفحہ نمبر 26 پر)

آمدِ رمضان المبارک

احمر بخاطر

اُٹھو، جاگو پیارے بچو! آغاز رمضان ہوا ہے
نور کی برساتوں میں تازہ، ہر اک کا ایمان ہوا ہے

صبحِ کاذب سے پہلے ہی، بچے بوڑھے جاگ اٹھے ہیں
دیکھو کیسے ہر گھر میں اب، سحری کا سامان ہوا ہے

گندے کاموں سے بچنے کی، اللہ نے توفیق عطا کی
نیکی کو آزادی مل گئی، قیدی ہر شیطان ہوا ہے

جاری ہے ہر لب پہ تلاوت، ہر سُو چھائی رب کی رحمت
سب سے اچھا، سب سے افضل، پیغامِ قرآن ہوا ہے

سحری، افطاری میں دیکھو، بخشش کے دروازے کھل گئے
سیدھے رستے پہ چلنا اب، پہلے سے آسان ہوا ہے

توبہ کرکے، روزے رکھ کے، جنت کے حق دار بنیں گے
ہم غفلت کے ماروں پر یہ، اللہ کا انعام ہوا ہے

پیارے بچو! آپ نے پہلا روزہ کس سال رکھا تھا اور کتنی عمر میں؟
سحری اور افطاری کو کس طرح خاص بنایا؟ ہمیں ضرور بتایئے۔
نوٹ: یہ نظم مئی 2018ء کے رمضان المبارک میں تیسرے روزے کی شام کو الف نگر کے فیس بک پیج پر اپ لوڈ کی جائے گی۔ سوالات کے جواب الف نگر پیج پر اس نظم کے کمنٹ باکس میں لکھیں۔ بہترین جواب دینے والے تین خوش نصیب بچوں کو خوبصورت انعامات دیے جائیں گے۔

پھول وادی

راحت عائشہ

سارہ اور بیہ نے آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گئیں۔ پڑھیے اس پیاری سی کہانی میں۔

"اف! ابھی اور کتنی دور جانا ہے؟" ننھی سارہ نے بیہ سے پوچھا۔

"بس ذرا سا اور آگے......" بیہ نے سارہ کو تسلی دی۔ "لیکن ادھر بھی تو اتنے پیارے پیارے پھول کھلے ہیں، ہم یہی توڑ لیتے ہیں۔" سارہ نے یہ کہہ کر ایک خوب صورت لال گلاب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

بے چارا گلاب خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹا اور بولا: "نہیں نہیں ننھی پریو! مجھے مت توڑو۔ تم چاہو تو میں تمہیں کچھ اور تحفے دے سکتا ہوں۔"

"لیکن تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔ میں تمہیں اپنی فراک پر سجانا چاہتی ہوں۔" سارہ نے پھول سے کہا۔

"اچھے پھول! ٹھیک ہے، ہم تمہیں نہیں توڑتے لیکن بتاؤ تم ہمیں کیا تحفہ دو گے؟ تم نے ہمیں پریاں کہا مگر ہم پریاں نہیں ہیں۔" بیہ نے پھول سے کہا۔

"کاش! ہم پریاں ہوتیں تو اس وقت ہوا میں اڑ رہی ہوتیں۔ پیدل چل چل کر ہمارے پاؤں تھک گئے ہیں۔" سارہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔

گلاب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور وہ بولا: "اپنی آنکھیں بند کرو۔" سارہ اور بیہ نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد گلاب کی آواز سنائی دی: "اب آنکھیں کھول لو۔" جیسے ہی انہوں نے آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گئیں۔ اُن کے خوب صورت فراکوں پر بڑے بڑے سفید پَر موجود تھے۔

پھول نے ان دونوں سے کہا: "ننھی پریو! یہ پَر ایک گھنٹے تک تمہارا ساتھ دیں گے۔ تم یہاں سے مشرق کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہیں پھولوں کی ایک وادی نظر آئے گی۔ جس میں بہت سے رنگ برنگے پھول ہوں گے۔ اُس کا نام "پھول وادی" ہے۔ تمہیں صرف وہی پھول اُٹھانے ہیں جو زمین پر گرے ہوئے ہوں۔" پھول نے بات مکمل کی تو سارہ اور بیہ نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینا شروع کر دی۔ اب آہستہ آہستہ وہ ہوا میں اڑنے لگیں۔

"آہا! کتنا مزہ آ رہا ہے بیہ! وہ دیکھو جھیل، آؤ وہاں چلتے ہیں۔" سارہ بے حد پُرجوش تھی۔

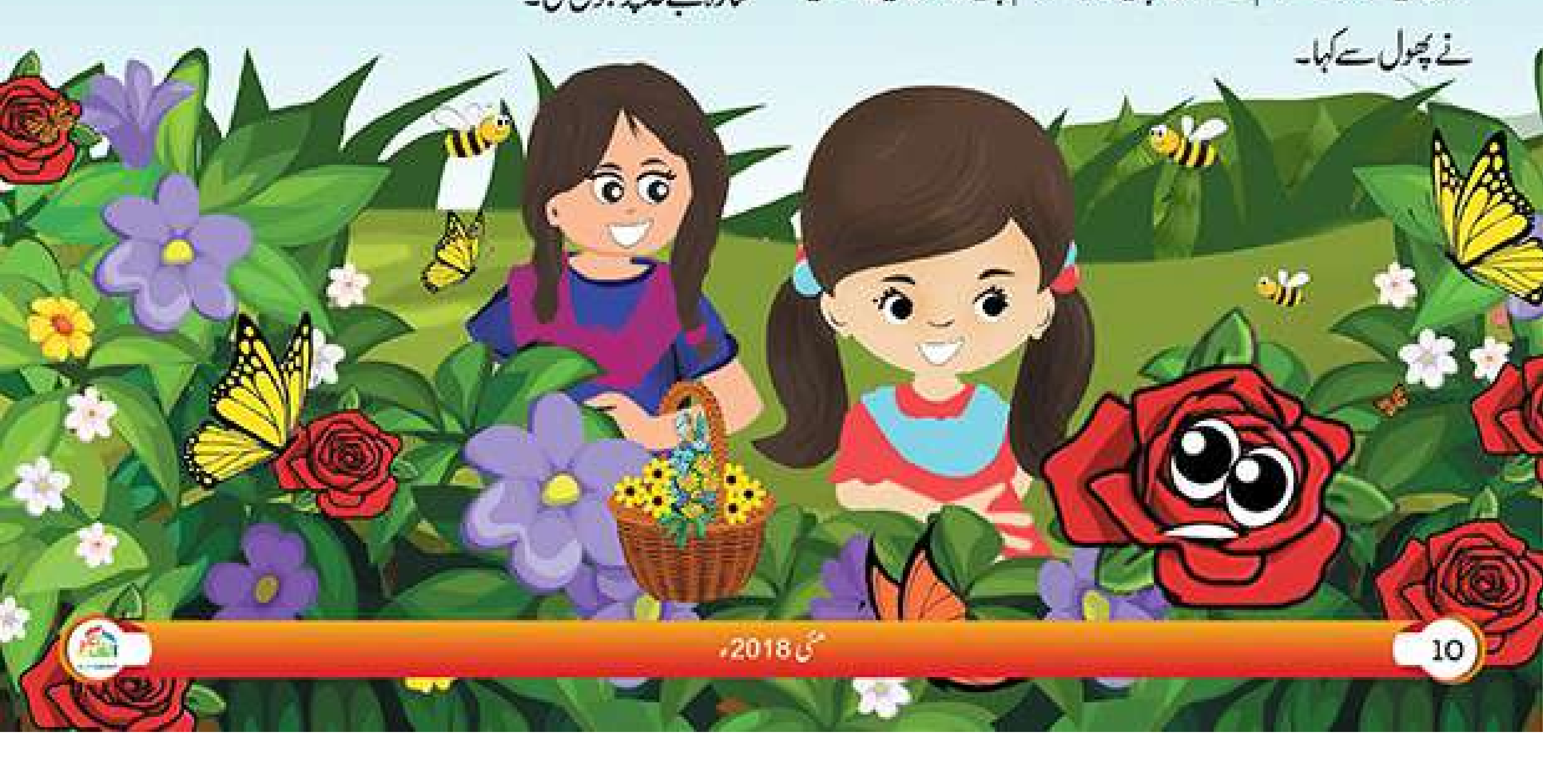

"نہیں، ہمیں مشرق کی سمت جانا ہے۔" بیہ نے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھول وادی میں پہنچ چکی تھیں۔

"ننھی پریو! ہم پھولوں کی وادی میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔" سب پھولوں نے اُن کا استقبال کیا تو وہ وادی میں اُتر گئیں۔ باغ کی ملکہ نے اُنہیں پھولوں سے بنے خوب صورت ہیئر بینڈز پہنائے۔ اس کے بعد ملکہ نے سارہ کے ہیٹ پر گل دستہ لگایا جو نہایت خوش نُما دکھائی دے رہا تھا۔

اب سارہ اور بیہ نے جلدی سے اپنی ٹوکریاں خوب صورت پھولوں سے بھر لیں۔

"یہ خاص طور پر تم دونوں کے لیے ہیں۔" پھولوں کی ملکہ نے بہت سے بیج اُن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ ملکہ! مگر یہ ہے کیا؟" بیہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے پوچھا۔ "یہ پھولوں کے بیج ہیں۔ تم انہیں اپنے گھر لگا سکتی ہو۔ یوں تمہارا گھر بھی اس وادی کی طرح خوب صورت نظر آئے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ بیج دوسرے لوگوں کو بھی دے سکتی ہو۔"

بیہ اور سارہ خوشی خوشی گھر واپس آگئیں۔ اُنہوں نے وہ سارے بیج اپنے گھر اور اس کے آس پاس کی کیاریوں میں بو دیے۔ کچھ ہی دنوں بعد کیاریوں میں ننھے ننھے پودے اُگ آئے۔ اُن پودوں کو دیکھ بیہ اور سارہ بہت خوش ہوئیں۔

☆......☆......☆

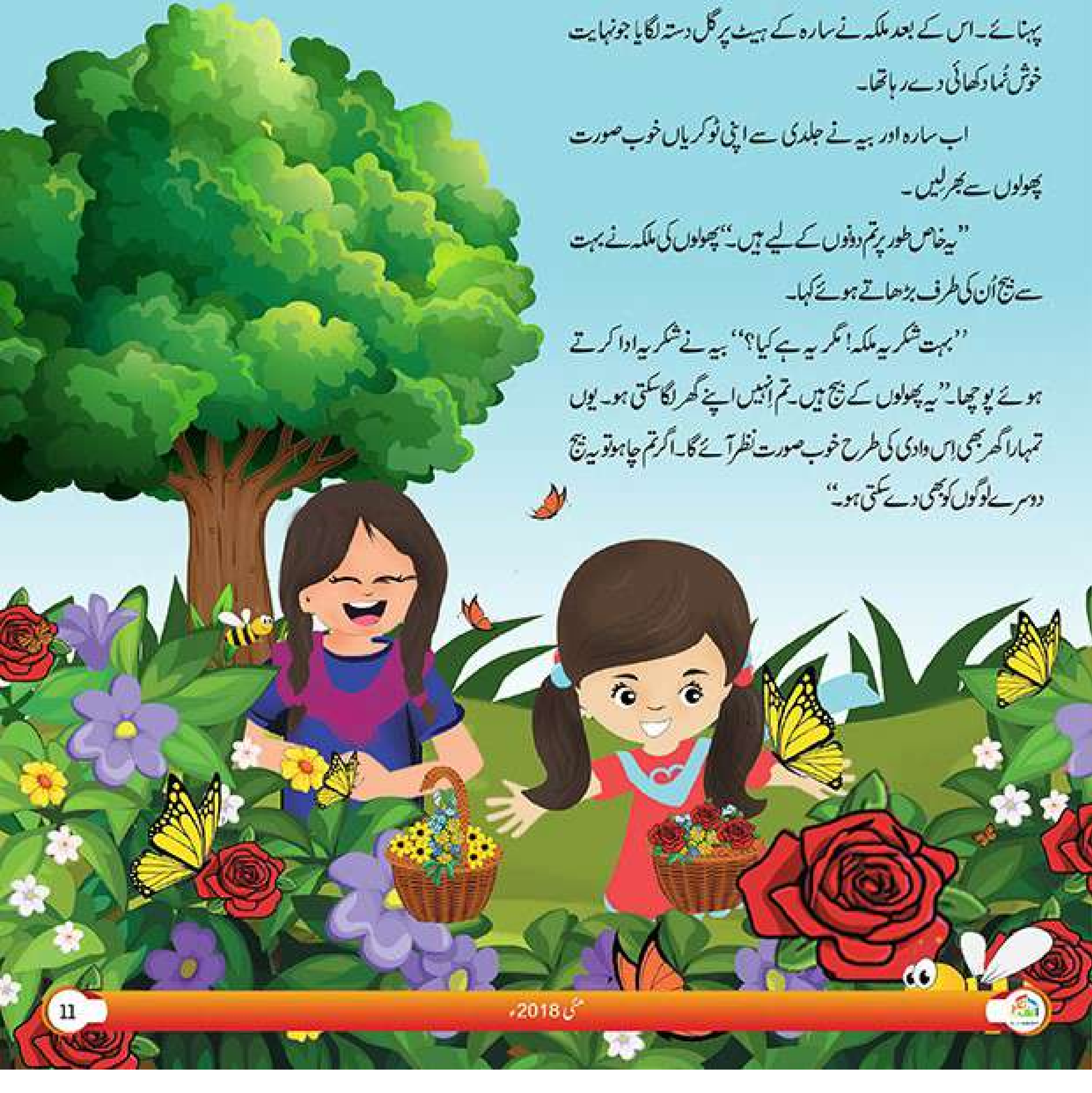

اپنی گھڑی بنایئے

عفیرہ کومل

السلام علیکم دوستو! کیسے ہیں آپ؟ اور کیا چل رہا ہے آج کل؟ ذرا ہمیں بھی تو بتائیں۔ دوستو! اگر آج ہم فرسی سے آپ کو گھڑی بنانا سکھائیں تو کیسا رہے گا؟ مزہ آئے گا نا! تو آئیے ہم بناتے ہیں فرسی سے گھڑی۔ اس کے لیے سب سے پہلے تو آپ یہ چیزیں لے لیں۔

1. پرانی فرسی یا کاغذ کی ایک چھوٹی پلیٹ
2. مارکرز
3. قینچی
4. سخت کاغذ یا گتہ
5. thumbpin

اب کرنا یہ ہے!!

کاغذ کی ایک پلیٹ لیں اور اس کے بالکل درمیان میں سوراخ کرلیں۔ اس کے بعد ایک مارکر لیں اور گھڑی کے نمبروں کی طرح اس کاغذی پلیٹ پر ایک سے 12 تک نمبر لکھ لیں۔

اب آپ گتہ یا چارٹ پیپر لیں اور پنسل سے اس پر ایک چھوٹا سا تیر (arrow) بنائیں۔ یہ تیر گھڑی میں گھنٹوں کی نشان دہی کرے گا۔ اب اسی طرح ایک بڑا تیر بنائیں۔ یہ تیر گھڑی میں موجود منٹوں کی نشان دہی کرے گا۔ چارٹ پیپر پر یہ دونوں تیر بنانے کے بعد آپ قینچی کی مدد سے ان کو کاٹ لیں۔

اب باری ہے ان ایروز کو گھڑی میں لگانے کی۔ شروع میں ہم نے پلیٹ کے درمیان ایک سوراخ کیا تھا۔ اب دونوں ایروز کو برابر پکڑ کر ان میں سے thumbpin گزاریں۔ تیروں میں سے پن گزارنے کے بعد اب اس پن کو پلیٹ میں موجود سوراخ میں سے گزاریں اور ہیڈ کی طرف سے اسے دبادیں گے۔ اس بات کا خیال رہے کہ پن کی نوک آپ کے ہاتھ پر نہ چبھے۔

لیجیے بچو! اب ہماری گھڑی تیار ہے۔ آپ اسے اپنی الماری پر لگالیں اور اپنی مرضی سے گھڑی کا وقت تبدیل کریں۔ مگر یاد رہے اسکول تو آپ کو اصل والی گھڑی کے حساب سے ہی جانا پڑے گا۔ تو جناب! کیسا لگا آپ کو یہ تجربہ؟ پیارے بچو! ہمیں ضرور بتایئے گا۔

کون کرے گا ناشتا؟

علی حسن

اسکول میں جیسے ہی چھٹی کی گھنٹی بجی، مُنّوں چوزہ اپنا بیگ اُٹھا کر باہر بھاگ آیا۔ اُس کی پیشانی پر زخم تھا۔ وہ اسکول کے قریب ہی موجود ڈاکٹر بلّو بلونگڑے کے کلینک میں چلا گیا۔

''ڈاکٹر انکل! میں کھیلتے ہوئے گر گیا تھا۔ یہ دیکھیں خون بھی بہ رہا ہے۔''

''ارے! احتیاط سے کھیلا کرو۔ آؤ میں بینڈیج لگا دوں۔''

مُنّوں کا زخم صاف کرتے ہوئے ڈاکٹر بلّو بلونگڑا نے حیرانی سے پوچھا: ''مگر تم گرے کیسے؟''

مُنّوں بولا: ''شاید مجھے چکر آ گیا تھا۔''

''کیا تم نے صبح ناشتا کیا تھا؟'' ڈاکٹر بلّو بلونگڑا نے فکر مندی سے پوچھا۔

''نہیں۔ صبح صبح مجھے بھوک نہیں لگتی۔ مگر امّی کہتی ہیں کہ ناشتا کیے بغیر اسکول نہیں جاتے۔''

''ہاں مُنّوں! تمھیں اُن کی بات ماننی چاہیے۔'' ڈاکٹر بلّو بلونگڑا نے مُنّوں کو پیار سے کہا۔

''انکل! ناشتا نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے؟'' مُنّوں نے پوچھا۔

''دیکھو مُنّوں! اچھی صحت کے لیے ناشتا کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر آپ ناشتا کیے بغیر اسکول جائیں گے تو دوپہر تک اچھے طریقے سے کام کر پائیں گے اور نہ ہی پڑھائی۔ ناشتا کرنے سے جسم میں طاقت اور ذہن میں تیزی آتی ہے، وعدہ کرو آئندہ ناشتا کیے بغیر اسکول نہیں جاؤ گے۔''

''ڈاکٹر انکل! اب میں ناشتا ضرور کیا کروں گا۔''

مُنّوں نے وعدہ کیا اور اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

چٹکلے

اندھا دھند

ایک اندھا شخص تھانے میں جا کر کہنے لگا:
''سر! مجھے پولیس میں بھرتی کر لیں۔''
تھانے دار نے جواب دیا:
''بھئی! تم تو اندھے ہو!''
وہ شخص دوبارہ بولا:
''کوئی بات نہیں، آپ مجھے اندھا دھند فائرنگ کے لیے رکھ لیں۔''

گیدڑ

ایک دوست (دوسرے سے): ''ہمارے گاؤں کی بلیاں اتنی پڑھی لکھی ہیں کہ وہ آپس میں اُردو میں بات کرتی ہیں۔ میں آؤں...... میں آؤں۔''
دوسرا دوست: ''اس میں حیرت والی کیا بات ہے؟ ہمارے گاؤں کے گیدڑ تو انگریزی بھی سیکھ چکے ہیں۔ ہر وقت ہاؤ...... ہاؤ...... ہاؤ آر یو کرتے رہتے ہیں۔''

گول ہے

ایک سادہ لوح آدمی نے پہلی بار فٹ بال میچ دیکھا۔ کئی کھلاڑیوں کو ایک فٹ بال کے پیچھے بھاگتے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا:
''بھائی صاحب! یہ سب کیا کر رہے ہیں۔''
آدمی نے جواب دیا: ''گول کر رہے ہیں۔''
سادہ لوح آدمی فٹ بال کی طرف دیکھ کر حیرت سے بولا: ''ہائیں! یہ تو پہلے ہی گول ہے بھائی!''

ڈاکٹر اور مریض

مریض (ڈاکٹر سے): ''مجھے دور کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔''
ڈاکٹر: ''ذرا آسمان پر دیکھو، وہ کیا ہے؟''
مریض: ''چاند ہے''
ڈاکٹر: ''اب اس کے آگے کیا دیکھنا چاہتے ہو بھائی!''

کارتوس

ایک لڑکا اپنے دوست سے کہنے لگا:
''یار! میرے ابا جب گانا گاتے ہیں تو آسمان سے اُڑتی ہوئی چڑیاں نیچے گرنے لگتی ہیں۔''
دوست نے جوب دیا:
''کیوں بھئی؟ کیا تمہارے ابا منہ میں کارتوس رکھ کر گاتے ہیں؟''

مُرغا

ایک پہلوان اپنی طاقت پر فخر کرتے ہوئے بولا:
''میں ایک وقت میں دو آدمیوں کو اُٹھا سکتا ہوں۔''
دوسرا آدمی: ''لو! تم سے تو ہمارا مُرغا اچھا ہے جو صبح صبح پورے محلے کے لوگوں کو اٹھا دیتا ہے۔''

فیصلہ

مجسٹریٹ: ’’تم مجھے دوٹوک جواب دو کہ تم نے جرم کیا ہے کہ نہیں؟‘‘
ملزم: ’’جناب! اگر فیصلہ مجھے ہی کرنا ہے تو آپ اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟‘‘

دوسرے لوگ

ماں نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔
’’یاد رکھنا بیٹا! ہم اس دنیا میں دوسرے لوگوں کی بھلائی کے لیے آئے ہیں۔‘‘
بیٹا: ’’امی! تو دوسرے لوگ دنیا میں کس لیے آئے ہیں؟‘‘

منہ

استاد (شاگرد سے) ’’تم اتنی دیر سے کیوں آئے؟
شاگرد: ’’جناب راستے میں اتنی کیچڑ تھی کہ ایک قدم آگے رکھتا تو دو قدم پیچھے چلا جاتا۔‘‘
استاد: ’’تو تم اسکول کیسے پہنچے؟‘‘
شاگرد: ’’میں نے اپنا منہ گھر کی طرف کر لیا تھا۔‘‘

پلاٹ

ایک مکھی کسی گنجے کے سر پر بیٹھی تو دوسری مکھی نے پوچھا: ’’تم نے اتنا بڑا گھر بنا لیا؟‘‘
پہلی مکھی نے جواب دیا: ’’گھر کہاں ہے، ابھی تو صرف پلاٹ خریدا ہے۔‘‘

بھیک

ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا: ’’مجھے کوئی ایسا مشورہ دو کہ میں امیر ہو جاؤں اور میری زبان پر اللہ کا ذکر بھی ہو۔‘‘
تم بھیک مانگنا شروع کر دو۔‘‘ دوست نے مشورہ دیا۔

عادی

ایک بدصورت آدمی اپنے دوست سے کہہ رہا تھا:
’’میرا گھوڑا کسی چیز سے نہیں ڈرتا، خواہ وہ کتنی ہی ڈراؤنی کیوں نہ ہوں۔‘‘
دوست نے ہنستے ہوئے کہا: ’’تمہیں دیکھنے کا عادی ہو گیا ہے نا۔‘‘

پیارے بچو! آپ بھی مزے مزے کے لطیفے بھیجیں۔
بہترین لطائف پر انعامات دیے جائیں گے۔

الف نگر کے مقابلہ ''الف لیلہ'' میں پہلی انعام یافتہ کہانی

میرے پاس وقت نہیں

انشا علی

خزاں کا موسم شروع ہوا تو اس کے ساتھ ہی سمی گلہری بہت زیادہ مصروف ہوگئی۔ درختوں کے پتے اب پیلے اور بھورے ہو کر تیزی سے گرنا شروع ہوگئے تھے۔ سمی سارا دن خوب شور مچاتی، درختوں اور جھاڑیوں میں بھاگتی، دوڑتی اپنا کھانا تلاش کرتی رہتی تھی۔ خزاں کا موسم شروع ہوتے ہی وہ سوچنے لگی کہ مجھے اپنے لیے ڈھیر سارا کھانا محفوظ کر لینا چاہیے تاکہ سردیوں میں کام آسکے۔ اس سے پہلے بھی وہ خشک پھل اور بیج اکٹھے کر کے درخت کے نیچے دبا دیتی تھی۔ یہ خیال آتے ہی اس نے بیج اور پھل اکٹھے کرنا شروع کر دیے۔ اب وہ اتنی مصروف ہوگئی تھی کہ اس کے پاس اپنے دوستوں سے ملنے کا بھی وقت نہیں تھا۔

''السلام علیکم سمی! تم کیسی ہو؟'' ایک دن ملی چوہیا نے صبح آ کر اس کا حال پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔'' سمی نے جواب دیا۔ ''سمی! میں آج کل سردیوں کے لیے اپنا نرم اور گرم بستر بنا رہی ہوں۔'' ملی نے کہا۔

سمی کہنے لگی: ''اچھا! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔''

ملی بولی: ''یہ ایک بڑا ہی آرام دہ، نرم اور گرم بستر ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے میں نے کبھی اتنا اچھا بستر نہیں بنایا۔ سمی! کیا تم اسے دیکھنا پسند کرو گی؟''

''میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں جلدی میں ہوں۔'' سمی نے بے رخی سے کہا اور تیزی سے درخت پر چڑھ گئی۔ ''اوہو!'' بے چاری ملی نے مایوسی سے سر ہلایا اور چلی گئی۔ دوپہر کے وقت سمی کا دوست ہُدہُد اس کے درخت پر آبیٹھا اور تنے پر تیزی سے چونچ مارنے لگا۔

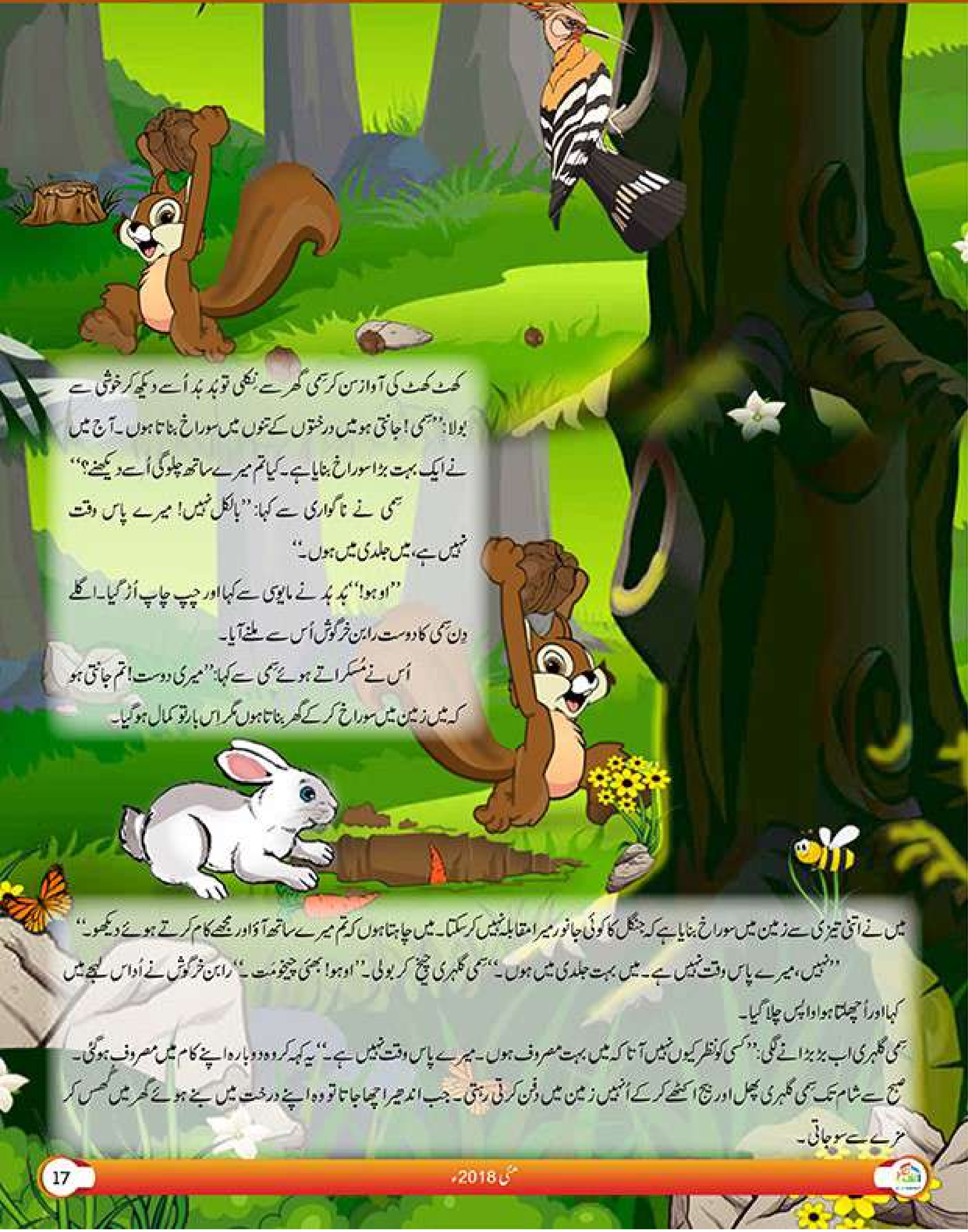

کھٹ کھٹ کی آواز سن کر ہمی گھر سے نکلی تو ہُد ہُد اُسے دیکھ کر خوشی سے بولا: ’’ہمی! جانتی ہو میں درختوں کے تنوں میں سوراخ بناتا ہوں۔ آج میں نے ایک بہت بڑا سوراخ بنایا ہے۔ کیا تم میرے ساتھ چلوگی اُسے دیکھنے؟‘‘

ہمی نے ناگواری سے کہا: ’’بالکل نہیں! میرے پاس وقت نہیں ہے، میں جلدی میں ہوں۔‘‘

’’او ہو!‘‘ ہُد ہُد نے مایوسی سے کہا اور چپ چاپ اُڑ گیا۔ اگلے دن ہمی کا دوست رابن خرگوش اُس سے ملنے آیا۔

اُس نے مسکراتے ہوئے ہمی سے کہا: ’’میری دوست! تم جانتی ہو کہ میں زمین میں سوراخ کر کے گھر بناتا ہوں مگر اس بار تو کمال ہو گیا۔ میں نے اتنی تیزی سے زمین میں سوراخ بنایا ہے کہ جنگل کا کوئی جانور میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ آؤ اور مجھے کام کرتے ہوئے دیکھو۔‘‘

’’نہیں، میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں بہت جلدی میں ہوں۔‘‘ ہمی گلہری چیخ کر بولی۔ ’’او ہو! بھئی چیخو مت۔‘‘ رابن خرگوش نے اُداس لہجے میں کہا اور اُچھلتا ہوا واپس چلا گیا۔

ہمی گلہری اب بڑبڑانے لگی: ’’کسی کو نظر کیوں نہیں آتا کہ میں بہت مصروف ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔‘‘ یہ کہہ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

صبح سے شام تک ہمی گلہری پھل اور بیج اکٹھے کر کے اُنہیں زمین میں دفن کرتی رہتی۔ جب اندھیرا چھا جاتا تو وہ اپنے درخت میں بنے ہوئے گھر میں گھس کر مزے سے سو جاتی۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ایک دن جنگل میں تیز ہوا چلنے لگی جو آہستہ آہستہ آندھی کی شکل اختیار کر گئی۔ درختوں کی شاخیں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں۔ سمی اپنے گھر بیٹھی سخت خوف زدہ تھی۔ اچانک اُسے محسوس ہوا کہ درخت جس میں اس کا گھر تھا، وہ نیچے گر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد واقعی دھڑام کی آواز آئی اور درخت سمی سمیت زمین پر آ گرا۔

جب طوفان تھما تو سمی نے آہستہ آہستہ اپنا منہ سوراخ سے باہر نکالا۔ اس کے سر پر سخت چوٹ آئی تھی اور اس کا سارا گھر بھی برباد ہو چکا تھا۔

''مدد...... مدد!'' سمی چیخ چیخ کر پکارنے لگی۔

ملی چوہیا وہاں سے گزر رہی تھی۔ وہ سمی کی آواز سُن کر تیزی سے آئی اور پوچھا: ''کیا ہوا سمی؟'' پھر ملی نے سمی کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا۔

سمی بہت زیادہ پریشان تھی۔ ملی نے کہا: ''ارے دوست! پریشان کیوں ہوتی ہو۔ میرے ساتھ آؤ، تم میرا نرم گرم بستر لے لینا۔ میرا گھر جھاڑی کے نیچے زمین میں ہے۔ وہاں طوفان کا بھی کوئی خطرہ نہیں۔ آؤ دیکھو! میرے پاس بہت جگہ ہے۔''

''شکریہ دوست!'' سمی نے کہا اور ملی کے ساتھ چلنے لگی۔ اگلی صبح سمی اور ملی دونوں گرے ہوئے درخت کے پاس چلی آئیں تا کہ نقصان کا اندازہ ہو سکے۔

ہمی روتے ہوئے بولی: ''ہائے اللہ! کتنا خوب صورت درخت تھا۔ میں دوبارہ اتنا خوب صورت گھر کیسے بناؤں گی؟''

''پریشان مت ہو میری دوست! میں نے ایک درخت کے تنے میں بہت بڑا سوراخ بنایا ہے۔ میرے خیال میں وہ تمہارے رہنے کے لیے بہترین ہوگا۔ آؤ دیکھو!'' قریب ہی سے ہد ہد بولا۔ ''بہت شکریہ دوست!'' ہمی نے کہا اور ہد ہد کے ساتھ چلنے لگی۔ جب ہمی نے سوراخ کو اندر باہر سے خوب اچھی طرح دیکھ لیا تو بولی: ''ہد ہد میرے دوست! تم ٹھیک کہتے ہو، یہ تو میرے پہلے گھر سے بھی زیادہ آرام دہ ہے لیکن میں اپنے جمع کیے ہوئے پھل اور بیج یہاں کیسے لا سکتی ہوں؟ میں نے بڑی محنت سے انھیں جمع کر کے زمین میں دبایا تھا۔ میری ساری محنت ضائع ہو گئی ہے۔''

''کوئی مسئلہ نہیں دوست! میں زمین کھود سکتا ہوں اور ہم سب مل کر تمہارے سارے پھل اور بیج یہاں لے آئیں گے۔ میں زمین میں ایک نیا اسٹور بنانے میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔'' یہ آواز رابن خرگوش کی تھی۔ اس کے بعد سب دوست مل کر ہمی کی خوراک زمین سے نکالنے لگے۔ جب سارا کام مکمل ہو گیا تو ہمی نے اپنے دوستوں کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تاکہ وہ اُن سب کا شکریہ ادا کر سکے۔

ملی، رابن اور ہد ہد یہ سُن کر ایک ساتھ بولے: ''ہمیں افسوس ہے ہمی! ہمارے پاس وقت نہیں ہے، ہم جلدی میں ہیں۔'' ہمی انتہائی شرمندگی سے بولی۔ ''میں جانتی ہوں کہ میں غلطی پر تھی۔ مجھے دوستوں کے لیے وقت ضرور نکالنا چاہیے تھا۔'' یہ سن کر تینوں دوستوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔

''ارے ہمی پریشان مت ہو، ہم جلدی میں نہیں ہیں اور دوستوں کے لیے ہمارے پاس بہت وقت ہے۔'' تینوں نے یک زبان ہو کر کہا اور کھلکھلا کر ہنس دیے۔

شہروز اور چندا ماموں

زارا فراز

اچانک اُس کے قدموں میں ایک لفافہ گرا تو وہ حیران رہ گیا۔

شہروز تین سال سے ایک بڑے اور مشہور اسکول کے ہاسٹل میں رہتا تھا اس لیے وہ ہاسٹل کے ماحول سے پوری طرح واقف تھا۔ جب اسے اپنی امی کی یاد آتی تو وہ کمرے کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر انہیں یاد کرنے لگتا۔ اس دوران وہ آسمان پر چمکتے دمکتے چاند کو بھی بڑے غور سے دیکھتا۔ امی نے چاند نگر کے بارے میں اُسے بہت سی باتیں بتائی تھیں۔ کبھی کبھی شہروز کا دل کرتا کہ وہ چاند نگر کی سیر کو جائے اور دیکھے کہ وہاں کون سی دنیا آباد ہے۔

آج بھی شہروز کھڑکی سے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ ایسے میں ہلکی ہلکی بارش شروع ہوگئی۔ چاند بادلوں میں چُھپن چھپائی کھیلنے لگا۔ یہ منظر شہروز کو بہت پیارا لگا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ابھی وہ اسی منظر میں گم تھا کہ اچانک ہلکی آواز کے ساتھ کوئی چیز اس کی پیشانی سے ٹکرائی اور قدموں میں گرگئی۔ یہ خط کا ایک لفافہ تھا۔

شہروز نے حیران ہو کر لفافہ زمین سے اُٹھایا اور خط نکال کر پڑھنے لگا۔ خط پڑھ کر اس کا دل مارے خوشی کے جُھومنے لگا۔ اُس میں لکھا تھا:

”پیارے شہروز!

میں چاند ہوں، چاند نگر سے۔ زمین کا بھائی یعنی تمہارا چندا ماموں۔ شہروز! مجھے معلوم ہے کہ تم ذہین اور اچھے بچے ہو۔ تم چاند نگر کی سیر کرنا چاہتے ہو؟ چلو آج سے ہم دونوں دوست بن جاتے ہیں۔ میں جلد ہی تمہیں چاند نگر کی سیر کی دعوت دوں گا۔

مگر شہروز! اس سے پہلے تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔ تمہارے ہاسٹل کے کمرا نمبر 14 میں ایک ننھا سا بچہ اُداس بیٹھا ہے۔ وہ کسی وجہ سے پریشان بھی ہے۔ میں تمہارے ہاسٹل کے اوپر سے گزر رہا تھا تب میں نے اُس بچے کو روتے دیکھا تھا۔ کیا تم اس بچے کی کوئی مدد کر سکتے ہو؟ اگر ہاں! تو پھر آج سے تم میرے دوست ہو۔ میں دوبارہ تمہیں خط لکھوں گا۔ اب اجازت دو۔

تمہارا چندا ماموں...... چاند نگر سے۔“

شہروز نے خط پڑھا تو خوشی سے جُھوم اُٹھا۔ اس نے جلدی سے کمرے

میں سوئے ہوئے عثمان اور حمزہ کو اُٹھایا پھر انہیں چاند نگر سے آئے خط کے بارے میں بتانے لگا۔ عثمان اور حمزہ نے حیران ہو کر شہروز کو دیکھا جیسے انہیں شہروز کی بات پر یقین نہ آیا ہو آخر ان دونوں نے بھی خط پڑھ لیا۔

''ہمیں ہاسٹل کے کمرا نمبر 14 میں جانا ہے۔'' شہروز نے کہا پھر تینوں دوست چاندنی کی روشنی میں کمرا نمبر 14 کی طرف چل پڑے۔ کمرے کے پاس جا کر انہوں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو واقعی وہاں ایک بچہ اُداس بیٹھا ہوا تھا۔ شہروز نے اسے سلام کیا پھر سب دوست اُس کے پاس بیٹھ گئے۔

''ننھے دوست! کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں؟'' شہروز نے پوچھا۔

''میرا نام بلال ہے۔ مجھے اس ہاسٹل میں آئے ابھی تین دن ہوئے ہیں۔ یہاں میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ مجھے کوئی بھی اپنے ساتھ کھیل میں شامل نہیں کرتا۔ آج مجھے دو لڑکوں نے دھکا دے کر زمین پر گرایا تو مجھے چوٹ لگ گئی۔ مجھے اپنی امی بہت یاد آتی ہیں۔'' بلال نے رک رک کر شہروز کو ساری بات سنائی اور رونا شروع کر دیا۔

شہروز نے بلال کو گلے لگا لیا۔ اس کے بعد عثمان اور حمزہ نے بھی اسے دلاسا دیا۔ شہروز نے جیب سے کچھ ٹافیاں نکال کر بلال کو دیں اور اسے تھپکی دیتے ہوئے اس کے کان میں کچھ کہا۔ شہروز کی دیکھا دیکھی حمزہ اور عثمان نے بھی بلال کے کان میں کچھ باتیں کیں۔ تینوں دوستوں کی باتیں سن کر بلال کھلکھلا اٹھا۔ اس کے چہرے سے اُداسی ختم ہو چکی تھی۔

شہروز اپنے دوستوں کے ساتھ کمرے میں واپس آیا تو یہاں چاند نگر سے ایک اور خط اُس کے انتظار میں موجود تھا۔ بلال کو خوش دیکھ کر چندا ماموں نے لکھا تھا۔

''پیارے شہروز!

بہت خوب بھئی شاباش! آج سے نا صرف تم بلکہ عثمان اور حمزہ بھی میرے دوست ہیں۔ اچھے بچو! اسی طرح لوگوں میں خوشیاں بانٹتے رہو۔

تمہارا چندا ماموں...... چاند نگر سے۔''

خط پڑھ کر تینوں دوست خوشی سے اُچھل پڑے۔ دور آسمان پر انہوں نے دیکھا کہ چندا ماموں ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

جی تو پیارے بچو! کیا آپ بھی شہروز کی طرح چندا ماموں سے دوستی کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو بھی چندا ماموں کے خط کا انتظار ہے؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو پھر پہلے یہ بتایئے کہ

1۔ شہروز، عثمان اور حمزہ نے اپنے ننھے دوست بلال کے کان میں کیا بات کہی ہوگی، جس کی وجہ سے وہ خوش ہو گیا؟

2۔ اگر آپ بھی ہاسٹل میں رہتے ہوں یا کسی وجہ سے امی ابو سے دور گئے ہوں تو اس وقت آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

پیارے بچو! درج بالا سوالوں کے جوابات ایک کاغذ پر صاف اور خوش خط لکھ کر ہمیں بھیجئے۔ ساتھ میں ''چاند نگر سے خط آیا'' کا کوپن لازمی لگائیں۔ بہترین جوابات لکھنے والے تین بچوں کو چندا ماموں کی طرف سے انعام کے ساتھ ساتھ ایک عدد دوستی خط بھی موصول ہوگا۔ اس دوستی خط میں کیا ہوگا؟ یہ تو آپ کو وقت پر ہی پتا چلے گا۔

☆—☆—☆

خوش خبری

قارئین! ماہنامہ الف نگر رسالہ حاصل کرنا اب مشکل نہیں! میگزین کی سالانہ ممبر شپ لیجیے اور بن جایئے ہمارے مستقل ممبر اور پورا سال میگزین رعایتی نرخ پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے گھر بیٹھے حاصل کیجیے۔

قیمت فی شمارہ: 60 روپے × 12 ماہ = 720 روپے

رجسٹرڈ ڈاک: 40 روپے × 12 ماہ = 480 روپے

کل قیمت: 100 روپے × 12 ماہ = 1200 روپے

سالانہ ممبر شپ: 1000 روپے   بچت: 200 روپے

اس طریقے سے آپ بچت کے ساتھ بہت سے انعامات بھی حاصل کر سکیں گے۔ نیز زیادہ صفحات اور زیادہ قیمت والے خاص شمارے بھی مستقل ممبرز کو اسی رقم میں ملیں گے۔ پہلے آیئے، پہلے پایئے!

اولین 100 ممبرز کے لیے خصوصی انعامات!

ابھی رابطہ کیجیے۔ کال / واٹس ایپ: 0331-5178929

ماہنامہ الف نگر، 43/11 ایف سی ولاز گلبرگ IV، لاہور

الف ستارے

بابر اقبال

پیارے بچو! ''الف ستارے'' ایک مستقل سلسلہ ہے جس میں آپ پاکستان کے اُن ذہین بچوں کا تعارف پڑھیں گے جنہوں نے قومی سطح پر کوئی اہم کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ اگر آپ بھی پاکستان کے کسی ایسے ذہین طالب علم سے واقف ہیں تو اس کا تعارف ہمیں لکھ بھیجئے۔ اس ماہ کے الف ستارے میں ملیے پاکستان کے کم عمر مائیکروسافٹ پروفیشنل بابر اقبال سے۔ دیکھیے! انہوں نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

پاکستان ذہین لوگوں کا وطن ہے۔ یہاں بڑے تو بڑے بچے بھی کسی سے کم نہیں، انہی ذہین بچوں میں ایک نام بابر اقبال کا بھی ہے۔ بابر اقبال 2 مارچ 1997ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔ بابر اقبال نے پانچ سال کی عمر میں کمپیوٹر پروگرامنگ کا آغاز کیا اور جلد ہی اس میں مہارت حاصل کرنا شروع کی۔ ان کی شہرت کی اصل وجہ نو سال کی عمر میں مائیکروسافٹ سرٹی فائیڈ پروفیشنل (MSP) ہونا تھا۔

پاکستان میں ارفع کریم کے بعد بابر وہ دوسرے ہونہار طالب علم ہیں جنہیں کم عمری میں یہ اعزاز حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ بابر اقبال نے کئی عالمی کورسز چھوٹی عمر میں پاس کر کے ریکارڈ بنایا۔ عالمی تنظیم IEEE کی آٹھویں انٹرنیشنل کانفرنس میں بھی ان کی ریسرچ کو منظور کیا گیا۔ اس وقت وہ دبئی میں قائم مائیکروسافٹ کمپنی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ بابر اقبال جیسے روشن ستارے وطن عزیز کے لیے ایک قابل فخر سرمایہ ہیں۔

بچو! آپ میں سے کون کون بابر اقبال کی طرح بننا چاہے گا؟

ضیاء اللہ محسن

الف نگر کو چلتے ہیں

جھلمل خواب مچلتے ہیں
اُٹھو! آنکھیں ملتے ہیں
آؤ بچو! ہم مل کر
الف نگر کو چلتے ہیں

الف نگر میں بچے ہیں
کتنے پیارے اچھے ہیں
سارے لوگ یہ کہتے ہیں
بچے من کے سچے ہیں

ننھی سی اک گڑیا ہے
چرخے والی بڑھیا ہے
جگنو اور پتنگے ہیں
چوں چوں کرتی چڑیا ہے

پریاں رنگ جماتی ہیں
الف نگر میں آتی ہیں
ننھے منے بچوں کو
نغمے خوب سناتی ہیں

بلی، تتلی اور بھالو
گرتے اور سنبھلتے ہیں
آؤ بچو ہم مل کر
الف نگر کو چلتے ہیں

بچو! اس نظم کو اپنی پیاری سی آواز میں گنگنا کر اپنے تعارف کے ساتھ الف نگر پیج پر بھیج دیں۔ ہوسکتا ہے الف نگر کے اگلے سپر سٹار آپ ہی ہوں۔

جگنو اور ٹیپو

دلشاد نسیم

اُسے پہلی بار اپنے قیدی ہونے کا احساس ہوا تو وہ اُداس ہو گیا۔ ایک دل چسپ کہانی!

پیارے بچو! جگنو ایک بہت پیارے طوطے کا نام تھا۔ اُس کے ہرے پَر اور سرخ چونچ ٹیپو کو بہت پسند تھی۔ دس سالہ ٹیپو اپنے جگنو سے بہت پیار کرتا تھا۔ وہ اسکول جاتا تو جگنو پَر پھڑ پھڑا کر کہتا: ''ٹیپو! اسکول جا رہے ہو؟''

ٹیپو جواباً کہتا: ''ہاں جگنو! میں اسکول جا رہا ہوں بائے۔'' جگنو بھی جواب میں بائے کہہ دیتا۔ ٹیپو اسکول سے واپس آتا تو جگنو خوشی سے سیٹیاں بجاتا اور چلاتا: ''ٹیپو آ گیا، ٹیپو آ گیا۔''

پھر ٹیپو جگنو کے پنجرے کے پاس آتا تو جگنو کی فرمائشیں شروع ہو جاتیں۔

''چوری کھانی ہے۔ امرود کھانا ہے۔''

غرض دو سال میں ٹیپو اور جگنو بہت اچھے دوست بن گئے تھے۔

ٹیپو کے گھر کے صحن میں آم کا ایک درخت تھا۔ اُس کے نیچے ایک پنجرہ یعنی جگنو کا گھر تھا۔ پنجرے میں رنگین جھولا بھی تھا۔ جگنو موج میں آتا تو خوب جھولا جھولتا، سیٹیاں بجاتا اور ٹیپو کو آوازیں دیا کرتا۔

اگست کے دن تھے اور اسکول سے چھٹیاں تھیں۔ ٹیپو کو صحن میں صرف آم کے درخت کے نیچے کھیلنے کی اجازت تھی۔ اس کی امی نے یہ پنجرہ درخت کے ساتھ

مضبوط گرہ سے باندھا ہوا تھا۔

ایک شام ایک بھٹکا ہوا طوطا آم کے درخت کی سبز شاخوں میں آ کر چُھپ گیا۔ جسے کچھ بچے پکڑ کر پنجرے میں بند کرنا چاہتے تھے۔ قسمت اُسے ٹیپو کے گھر لے آئی۔ نئے طوطے نے پتوں میں چُھپ کر رات ہونے کا انتظار کیا اور جب سب لوگ سو گئے تو وہ آہستہ آہستہ نیچے اُتر آیا۔ جگنو نے اپنا ہم شکل دیکھا تو وہ پنجرے میں جُھوم جُھوم کر خوشی کا اظہار کرنے لگا۔

نئے آنے والے طوطے نے اُسے سمجھایا: ''ارے بھیا! یوں شور کرو گے تو سب جاگ جائیں گے۔''

جگنو نے جلدی سے پوچھا: ''تو کیا تُم مجھے آزاد کر کے اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟''

طوطا بولا: ''ہاں، اگر تمہارے شور سے گھر والے جاگ نہ گئے تو! ایسا نہ ہو کہ میں بھی قید کر دیا جاؤں۔''

اب جگنو نے شور کرنا بند کر دیا۔ رات بھر طوطا بے چارہ محنت کرتا رہا لیکن گرہ نہ کھلی۔ البتہ کچھ نرم ہو گئی تھی۔ اتنے میں فجر کا وقت ہو گیا۔ اذانوں کے ساتھ ہی ٹیپو کے بابا اُٹھ گئے۔ طوطا بھی اُڑ کر پتوں کے جُھنڈ میں چُھپ گیا۔ جگنو کو پہلی بار اپنے قیدی ہونے کا احساس ہوا۔ اب اُسے اپنا دوست ٹیپو بھی دشمن لگ رہا تھا۔

صبح ٹیپو کی نظر سب سے پہلے اس گرہ پر پڑی جو ہلکی سی کھلی ہوئی تھی۔ ٹیپو رونے لگا: ''ماما دیکھیں یہ گرہ کھل گئی ہے۔ اگر میرا جگنو اُڑ جاتا تو؟''

''نہیں بیٹا! جگنو اُڑ نہیں سکتا، اس کے پر کٹے ہوئے ہیں۔'' ماما نے ٹیپو کو تسلی دی۔

یہ سن کر جگنو کو ڈر لگنے لگا کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو بڑی پریشانی کی بات ہوگی۔ اس دن جگنو کا دل گھبرا رہا تھا۔ پنجرے میں اُداس بیٹھے جگنو کو نئے طوطے نے درخت کے اوپر سے کئی بار جھانکا لیکن وہ نیچے آ کر اسے تسلی نہیں دے سکتا تھا۔

رات ہوئی تو ماما نے کپڑے کی کترن سے پنجرے کو گرہ لگا دی اور ٹیپو سے وعدہ کیا کہ کل وہ نیا پنجرہ لا دیں گی جو کمرے میں رکھا جا سکے۔

''اس کا مطلب ہے میرے پاس صرف ایک ہی رات ہے۔'' درخت کی شاخ پر بیٹھا طوطا سوچنے لگا۔ اُسے اپنی چونچ پر بھروسا تھا۔

جگنو اپنے نئے دوست کا انتظار کر رہا تھا۔ رات ہوئی تو طوطا آہستہ آہستہ نیچے اترا۔ اُسے دیکھتے ہی جگنو خوش ہو گیا۔ نیا طوطا اب گرہ کھولنے میں جُت گیا۔ ذرا سی کوشش کے بعد وہ گرہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ جگنو نے پنجرے سے نکل کر ایک بھرپور انگڑائی لی اور پَر پھیلا کر اپنے دوست طوطے سے بولا: ''شکریہ دوست۔''

طوطا خوش ہوگیا اور بولا: ''آؤ! جلدی سے اُڑ چلیں ورنہ یہ ظالم لوگ ہم دونوں کو قید کر دیں گے۔''

جیسے ہی جگنو نے اُڑان بھری تو وہ پھڑ پھڑا کر ایک طرف گر پڑا۔ کوشش کے باوجود وہ اُڑ نہ سکا۔ اپنی یہ حالت دیکھ کر وہ رو پڑا اور کہنے لگا: ''اچھے دوست! میں تو اُڑنا ہی بھول چکا ہوں اور میرے پر بھی کٹے ہوئے ہیں، اس لیے تم جاؤ۔ میں اب شاید کبھی نہ اُڑ سکوں۔''

یہ بات سن کر طوطا جگنو کے پاس آیا۔ اس نے جگنو کے پَروں کو اپنی چونچ میں لے کر اُڑان بھری اور آم کے درخت پر بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی جگنو کے پَروں میں نہ جانے کیسے جان آ گئی۔ فجر کی نماز سے پہلے وہ دونوں وہاں سے اُڑ گئے۔ جگنو کہتا جا رہا تھا: ''دیکھو! میں جا رہا ہوں، بائے...... میں جا رہا ہوں۔''

صبح ہوئی تو پنجرہ خالی دیکھ کر ٹیپو رونے لگا۔ جگنو کی جدائی میں اس نے نہ تو کھانا کھایا اور نہ ہی اسکول گیا۔ نوکر نے بتایا کہ رات اس نے جس طوطے کو آم کے درخت پر بیٹھے دیکھا تھا وہی جگنو کو اڑا کر لے گیا ہے۔ یہ بات سن کر ماما نے ٹیپو سے وعدہ کیا کہ وہ اُسے جگنو سے بھی پیارا طوطا لے دیں گی۔ ٹیپو کو کچھ تسلی ہوئی۔ اگلے دن اسکول میں ٹیپو نے گزشتہ روز چھٹی کرنے کی وجہ بتائی تو ٹیچر نے محبت سے ٹیپو کو اپنے پاس بلایا۔ اُسے پیار کیا اور بولیں:

''دیکھو ٹیپو! ہم پرندوں کو قید کرتے ہیں لیکن بیٹا! کسی کو قید کر کے ہم اس کو اپنا دوست نہیں بنا سکتے۔ اگر تم پرندوں سے دوستی کرنا چاہتے ہو تو اُن کے لیے اپنے صحن میں دانہ پانی رکھ دیا کرو پھر دیکھنا بہت سے پرندے تمہارے دوست بن جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کسی روز تمہارا جگنو بھی دانہ چگنے آ جائے۔''

اُس شام ٹیپو نے صحن میں دو پلیٹوں میں باجرہ اور ایک پیالے میں پانی بھر کر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر ماما بہت خوش ہوئیں۔ کچھ دیر بعد وہاں پرندے آ گئے۔ ٹیپو نے دانہ چگتے پرندوں کو دیکھا اور بولا:

''میری ٹیچر کہتی ہیں کہ میرا جگنو بھی نہ کبھی دانہ چگنے ضرور آئے گا۔''

یہ بات سن کر ماما نے اسے پیار سے گلے لگا لیا۔

☆......☆......☆

بقیہ: **دادا جان کی بیٹھک**

''دادا جان نے بات تو ختم کر دی مگر بچوں کی دلچسپی ابھی بھی قائم تھی۔ وہ مزید قصہ سننا چاہتے تھے۔ ''دادا جان! پھر حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں کیسے آئے؟'' ارفع نے سوال کیا تو دادا جان بول اُٹھے: ''بچو! ابھی تم اسکول کا کام ختم کر لو۔ باقی قصہ میں تمہیں بعد میں سناؤں گا۔'' چناں چہ سبھی بچے خوشی سے سر ہلاتے ہوئے دادا جی کی بیٹھک سے باہر نکل آئے۔

(دوسرا حصہ اگلے شمارے میں)

پیارے بچو! اس قصے میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تین جان دار مخلوقات کا ذکر ہوا ہے۔ کیا آپ ان تینوں کے نام بتا سکتے ہیں؟

نوٹ: درست جوابات دینے والے بچوں میں سے ایک بچے کو بذریعہ قرعہ اندازی ملے گا زبردست سا انعام: کوپن رسالے کے آخر میں دیا گیا ہے۔

ففT، ففT

پیارے بچو! نیچے دیے گئے جملوں کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ ان میں خاص بات کیا ہے؟ کیا آپ بھی ایسے جملے لکھ سکتے ہیں؟

1۔ میمونہ کچھ دیر بعد دودھ پیA گی۔

2۔ آپ کونC کلاس میں پڑھتے ہیں؟

3۔ آج میں نے پہلی بار چائے بناE۔

4۔ میری گڑیا کا رنگ گلاB ہے۔

5۔ حامدK پاس نایاب سکے ہیں۔

6۔ ابھی بجلی آئی تھی کہ پھر چلی گئی۔

7۔ میرے ابوG محکمہ جنگلات میں آفیسر ہیں۔

فرق بتایے

پیارے بچو! نیچے دی گئی دونوں تصاویر میں کم از کم سات فرق ہیں۔ آپ یہ فرق تلاش کیجیے۔

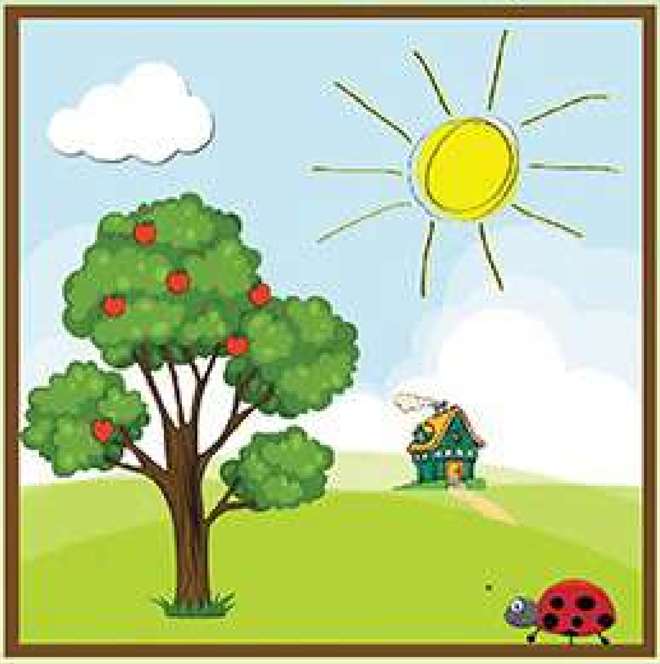

بھول بھلیاں

پیارے بچو! بندر کے تین بھوکے بچے پھلوں تک پہنچنا چاہتے ہیں۔
کیا آپ راستہ تلاش کرنے میں ان کی مدد کر سکتے ہیں؟

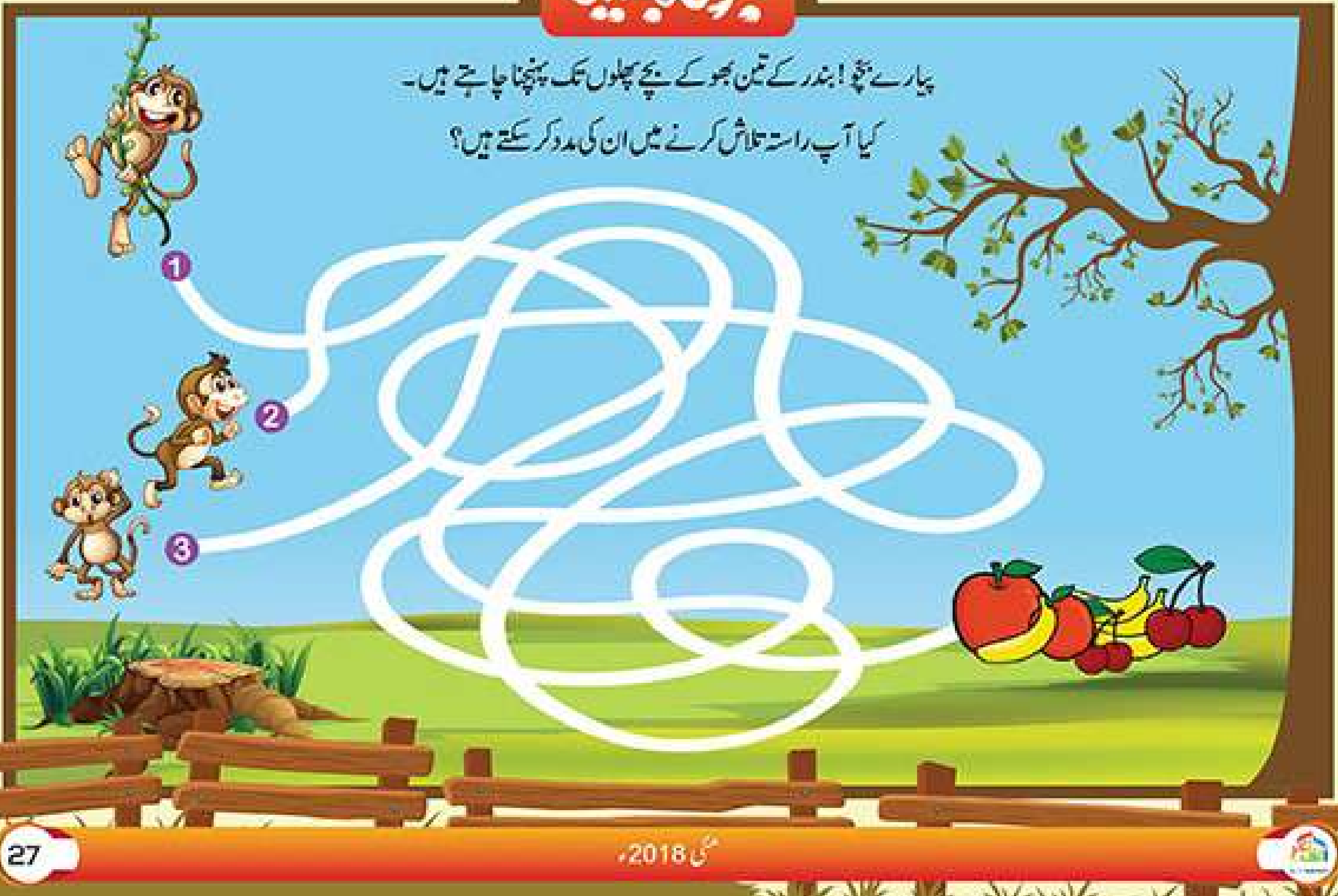

انعامی سلسلہ

ایک تیر دو شکار

پیارے بچو! ''ایک تیر دو شکار'' مزے مزے کی ضرب المثل والا سلسلہ ہے۔ اس میں ایک ضرب المثل میں دو خالی جگہیں دی جائیں گی۔ آپ کو خالی جگہیں پُر کرنا ہوں گی۔ درست جواب بھیجنے والے تین بچوں کو الف نگر کی جانب سے خوب صورت انعامات دیے جائیں گے۔ تین سے زیادہ درست جوابات ملنے کی صورت میں قرعہ اندازی کی جائے گی۔ درست جوابات کسی خالی صفحے پر لکھ کر رسالے کے آخر میں دیا گیا کوپن بھی جوابات کے ساتھ منسلک کریں اور اس ایڈریس پر بھیج دیں۔

ماہنامہ الف نگر 43/11 ایف سی سی والز گلبرگ IV لاہور۔

1۔ ہاتھ کنگن کو .... کیا، پڑھے لکھے کو .... کیا

2۔ میاں بیوی .... تو کیا کرے گا ....

3۔ .... نہ جانے آنگن ....

4۔ ماروں .... پھوٹے ....

5۔ .... اوجھل، پہاڑ ....

6۔ .... کے آم، گٹھلیوں کے ....

7۔ .... کا کتا، گھر کا نہ .... کا

8۔ نو سو .... کھا کر بلی .... کو چلی

9۔ کام کا نہ .... کا، دشمن .... کا

10۔ بھاگتے .... کی .... سہی

پٹاری

مائرہ صدیق

پیارے بچو! یہ ہے "الف نگری کی پٹاری" جی ہاں! اس پٹاری سے ہر ماہ نکلیں گی مزے مزے کی چیزیں! سائنس نگری، چٹکلے، مزاح پارے، ایجادات اور وہ بہت کچھ جو آپ کو پسند ہوگا۔ الف نگری کی پٹاری میں آپ بھی اپنی تحریر کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔

میں ہوں بلب

پیارے بچو! میں ایک بلب ہوں اور میرا کام ہے روشنی کرنا۔ میں شیشے سے بنا ہوا ہوں اور مختلف رنگوں میں پایا جاتا ہوں۔ میں بجلی سے چلتا ہوں۔ میرے ساتھ ایک سوئچ لگا ہوتا ہے جس سے مجھے آن یا آف کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اندھیرا دور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

دسمبر 1879ء میں مجھے تھامس ایلوا ایڈیسن نے ایجاد کیا۔

میں بہت کم کرنٹ سے بھی چل سکتا ہوں۔

پیارے بچو! اگر میں خراب ہو جاؤں تو بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن مجھے احتیاط سے نہ پکڑا جائے تو گر کر ٹوٹ بھی جاتا ہوں۔ میں بند ڈبوں میں آپ کے گھر آتا ہوں اور پھر ایک ہولڈر کے ذریعے اپنی جگہ پر نصب کر دیا جاتا ہوں۔ آج کل مجھے مختلف عمارتوں کی آرائش کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ یا کسی بھی خوشی کے موقع پر مجھے لڑیوں میں پرو کر لگایا جاتا ہے۔ میں جگ مگ کرتے ہوئے عمارتوں کی خوب صورتی میں اضافہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں گاڑیوں اور جہازوں میں بھی استعمال ہوتا ہوں۔

کمپیوٹر

پیارے بچو! میں ہوں ایک کمپیوٹر! مختلف رنگوں اور سائز میں تقریباً ہر جگہ، ہر گھر میں پایا جاتا ہوں۔ میں دو اہم حصوں سی۔پی۔یو اور مانیٹر پر مشتمل ہوں۔ سب سے پہلے مجھے چارلس بابج (Charles Babbage) نے انیسویں صدی میں بنایا تھا۔ شروع میں میرا سائز بہت بڑا تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ میرے سائز میں کمی آتی گئی اور میری شکل میں تبدیلی ہوتی گئی۔ اب میں لیپ ٹاپ اور ٹیبلٹ کی شکل میں بھی موجود ہوں۔ مجھے دفتروں، تعلیمی اداروں، ذرائع ابلاغ، خلا اور کاروبار، غرض ہر شعبے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ میرے اندر ڈھیر ساری معلومات اور بہت سا ڈیٹا محفوظ ہوتا ہے۔ میں آپ کی تعلیمی ضروریات بھی پوری کرتا ہوں اور گیمز کے ذریعے تفریح بھی مہیا کرتا ہوں۔ آپ میرے ذریعے انٹرنیٹ پر اپنے پیاروں سے باتیں بھی کر سکتے ہیں۔ بچو! میں بجلی سے چلتا ہوں۔ لگاتار استعمال ہونے سے میں گرم بھی ہو جاتا ہوں۔

آؤ سیر کو چلیں

پیارے بچّو! آپ اپنے امّی ابّو کے ساتھ سیر پر تو جاتے ہی ہوں گے۔ ہے نا؟ تو کسی ایسی ہی سیر کا حال ہمیں بتائیں جہاں آپ نے بہت اچھا دن گزارا ہو۔ ایک مختصر تحریر لکھ کر ہمیں بھیجیے۔ ہم آپ کے نام کے ساتھ شائع کریں گے۔

جلّو پارک کی سیر

سوی چودھری۔ جھنگ

پچھلا ویک اینڈ ہمارے لیے بڑا ہی خوب صورت اور دل چسپ تھا۔ ہم نے امّی اور ابّو کے ساتھ لاہور کے جلّو پارک میں جا کر خوب مزہ کیا۔ پارک میں ہر طرف جھولے لگے ہوئے تھے۔ شانی بھیا نے مجھے جھولے دیے۔ اس کے بعد ہم نے مل کر ''سی سا'' کا مزہ لیا۔ جلّو پارک میں کھانے پینے کی چیزوں سے سجی ایک کینٹین تھی۔ مجھے مینگو جوس پسند ہے اس لیے میں نے وہی لیا جب کہ شانی بھیا نے آئس کریم کھائی۔ پارک میں ایک طرف پرندوں کے پنجرے بھی تھے جس میں پرندے بولتے ہوئے بہت بھلے لگ رہے تھے۔ مور کی آواز سن کر تو میں دنگ ہی رہ گئی کیوں کہ وہ بہت تیز اور اُونچا بول رہا تھا۔ پارک میں ریل گاڑی والا جھولا بھی تھا جو مجھے بہت پسند آیا۔ چھوٹے چھوٹے ڈبے اور ریل کی گونجتی آواز سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ شانی بھیا تو بس کھانے کے شوقین ہیں۔ اس لیے اُنھوں نے فروٹ چاٹ اور گول گپّے جی بھر کر کھائے۔ رات گئے ہماری واپسی ہوئی۔ شانی بھیا کو تو صبح اسکول سے چھٹی کرنا پڑی کیوں کہ کھٹی چیزیں کھا کر اُن کا گلا خراب ہو گیا تھا۔

واٹر پارک میں ایک دن

عرشیان۔ لاہور

اتوار کی چھٹی بڑے مزے سے گزری۔ یہ پہلے سے طے تھا کہ ویک اینڈ پر ہم سوزو واٹر پارک جائیں گے۔ یوں تو وہاں کھانے پینے کی چیزیں مل جاتی ہیں مگر امّی نے گھر ہی سے کھانے کا کچھ سامان ساتھ لے لیا تھا۔ میں نے اپنے خالہ زاد حارث اور یوسف کو بھی بلا لیا تھا۔ وہاں کھیلنے کے لیے بہت سی چیزیں تھیں لیکن حارث نے پانی والی سلائیڈ لینے پر اصرار کیا تو ہم سب نے اُس کا ساتھ دیا۔ بار بار سلائیڈ لینے سے ہماری بھوک چمک اُٹھی چناں چہ امّی ابّو نے دسترخوان بچھایا اور ہم سب نے مزے مزے کے کھانوں پر ہاتھ صاف کیا۔ سوزو واٹر پارک میں بیٹھ کر کھانے کا مزہ ہی الگ ہے۔ امّی نے کسٹرڈ بڑے مزے کا بنایا ہوا تھا۔ کھانے کے بعد ابّو نے ہمیں مینگو آئس کریم کھلائی۔ شام کو واپس آئے تو تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آ رہی تھی۔ خالہ جان حارث اور یوسف کو لینے آئی ہوئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد ہم بھی سو گئے۔

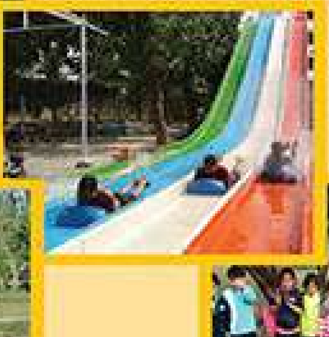

اوسیس کے نظارے

سید علقمہ گیلانی۔ لاہور

پچھلے اتوار ہم سب عمران انکل کی جیپ میں سوار تھے۔ لاہور سے چھانگا مانگا جاتے ہوئے رائے ونڈ روڈ پر جیپ دوڑی جارہی تھی۔ پھر یک دم گاڑی ایک خوب صورت گیٹ کے سامنے رک گئی جہاں جلی حروف میں اوسیس (Oasis) لکھا ہوا تھا۔

''انکل! یہ کیسی تفریح گاہ ہے؟''عشناء نے دل چسپی سے پوچھا۔

''بیٹا! یہ اوسیس ہے یہاں داخلے کے لیے ممبر شپ لینا پڑتی ہے جو کہ سالانہ بنیادوں پر ہوتی ہے۔'' انکل نے جیب سے ممبر شپ کارڈ نکال کر ہمیں دکھایا۔ پھر سیر گاہ میں داخل ہو کر گاڑی ایک جگہ کھڑی کرنے لگے۔ گاڑی سے اتر کر ہم نے اردگرد نظریں دوڑائیں تو حیرت سے ہمارے منہ کھلے رہ گئے۔ نانا ابو سید سلمان گیلانی بھی ہمارے ساتھ تھے۔

ہر طرف اونچے اونچے درخت، خوب صورت سرسبز میدان، پھولوں کی کیاریاں اور شان دار عمارات تھیں۔ ایک لمحے کے لیے ہم اوسیس کے سحر میں کھو گئے۔ وہاں بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں اور لوگوں کا ہجوم تھا۔ سب سے پہلے عمران انکل ہمیں ایک خوب صورت میدان میں لے گئے جہاں تیر اندازی کا سارا سامان موجود تھا۔ اس سے پہلے ہم نے تیر کمان صرف تصویروں یا کہانی کی کتابوں میں دیکھا تھا مگر آج تو باری باری سب نے تیر کمان اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بہت خوشی محسوس کی۔

عمران انکل نے کمان اپنے دائیں کندھے سے لگائی۔ اس میں ایک تیر نصب کیا۔ پھر تیر کو کمان کے سہارے کھینچ کر سامنے رکھے ہدف کی طرف چھوڑ دیا۔ تیر ٹھیک نشانے پر لگا تو سب نے خوشی سے تالیاں بجائیں۔ اس کے بعد سب نے تیر اندازی کی اور پھر آگے کی طرف چل پڑے۔ دوسری طرف پہنچے تو سامنے گھوڑوں کا اصطبل نظر آیا جہاں خوب صورت گھوڑے کھڑے تھے۔ کچھ لوگ یہاں مکمل ساز و سامان کے ساتھ گھڑ سواری سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ عمران انکل نے ہمیں گھڑ سواری کے مزے کرائے۔ گھوڑے پر بیٹھ کر میں خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔

یہاں سے فراغت کے بعد ہم نے انکل کے ساتھ مل کر کار رائیڈنگ کی۔ چھوٹی چھوٹی خوب صورت کاروں میں بیٹھ کر سبھی بہت خوش تھے۔ اب شام کا وقت ہو چلا تھا۔ ہم بھی کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے۔ تب عمران انکل سب کو سوئمنگ پول پر لے گئے جو کہ کار رائیڈنگ پارک سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ پول میں نہاتے ہوئے ہم نے خوب مستیاں کیں۔ سب نے ٹھنڈے اور شفاف پانی میں خوب مزے کیے پھر کپڑے بدل کر عمران انکل کے پاس پہنچ گئے۔

اب بھوک ستانے لگی تو عمران انکل کے ساتھ ہم اوسیس کے شان دار ریستوران میں داخل ہوئے۔ وہاں کے عملے نے خوش دلی سے ہمارا استقبال کیا۔ سب نے اپنی اپنی مرضی کا آرڈر دیا۔ عملے نے بڑی تیزی اور سعادت مندی سے کھانا پیش کیا۔ ہم نے مزے مزے کے کھانے کھائے اور پھر واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ سچ میں پورا دن ہمارے لیے واقعی بہت عمدہ رہا۔ گاڑی کا رخ کرتے ہوئے واپسی پر سب نے ایک زوردار نعرہ لگایا۔ عمران انکل زندہ باد!

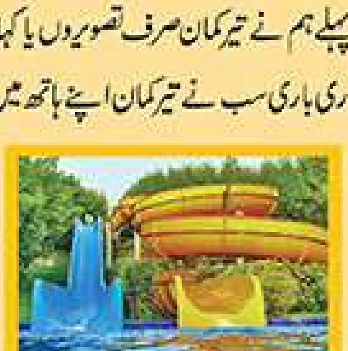

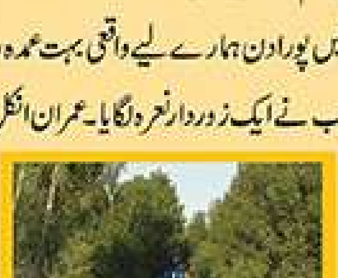

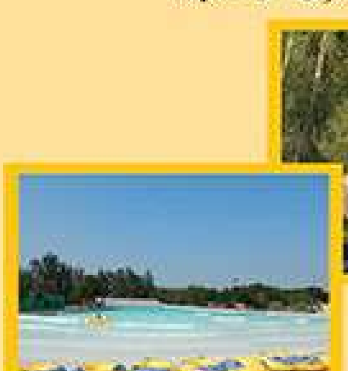

حرفِ کہانی

ایک تھا اُلّو عینک والا

عمیدہ احمد

کسی جنگل میں الف نگر کی ایک بستی تھی۔ اُس بستی میں بہت سے جانور رہتے تھے۔اُن میں ایک اُلّو بھی تھا۔

اُلّو تھا تو بہت ذہین مگر وہ آج کل اُداس رہنے لگا تھا کیوں کہ اُسے آنکھوں سے کم دکھائی دے رہا تھا۔

''مجھے ٹھیک سے نظر نہیں آرہا۔ نہ میں تارے گن سکتا ہوں، نہ پتے اور نہ ہی انار کے دانے۔ پیلا آم سفید لگتا ہے اور سفید انڈے مجھے آم لگتے ہیں۔'' اُلّو نے اُداسی سے اپنا مسئلہ بتایا۔

''تم ڈاکٹر بلّو بلونگڑے کے کلینک سے ایک عینک کیوں نہیں لے

''اُلّو بھائی! مجھے لگتا ہے تم اندھے ہو رہے ہو۔'' ایک دن پوپو پانڈا نے اُسے آنکھیں بند کرتے اور کھولتے دیکھ کر کہا۔

اُلّو اور زیادہ ڈر گیا اور بولا:

''نہیں تو! مجھے تو نیند آرہی ہے، اس لیے آنکھیں کھولتا اور بند کرتا ہوں۔'' اُلّو نے جھوٹ بولا اور پھر سے اُس پیڑ سے اُڑ گیا......اب اور کیا کرتا!

ابھی وہ اگلے پیڑ پر بیٹھا ہی تھا کہ ہوشیار ہُد ہُد اُس کے پاس آیا۔

''اُلّو بھائی! آخر تمہاری پریشانی کیا ہے؟'' ہُد ہُد نے پوچھا۔

آتے؟" ہوشیار ہد ہد نے اُسے مشورہ دیا۔ اُلو یہ سن کر خوش ہوگیا۔ اُس نے سوچا کہ عینک کا خیال اُسے پہلے کیوں نہیں آیا۔

اگلی صبح اُڑتے ہوئے اُس کی نظر پارک میں بینچ پر بیٹھے ڈاکٹر بلو بلونگڑے پر پڑی۔ وہ اخبار پڑھ رہا تھا۔

اُلو نے ڈاکٹر بلو بلونگڑے کو اپنا مسئلہ بتایا تو اُس نے اُلو ایک عینک دی۔

"ارے واہ! یہ تو کمال ہوگیا، اب ہر چیز مجھے صاف اور بڑی بڑی نظر آنے لگی ہے۔" عینک لگا کر اُلو خوشی سے چیخا۔

"اُلو بھائی! یہ اخبار پڑھ کر دیکھو اور روز پڑھا کرو۔" بلو بلونگڑے نے انگریزی اخبار اُس کی طرف بڑھایا۔

واپس آتے ہی سب سے پہلے بی بی بطخو نے اُس کی آنکھوں پر لگی عینک دیکھی۔ عینک کے شیشوں سے اُلو کی آنکھیں پہلے سے بڑی اور گول نظر آ رہی تھیں۔

"واہ اُلو بھائی! یہ عینک تو تمہاری آنکھوں پر بڑی اچھی لگ رہی ہے۔ عینک لگا کر تو تم عقل مند لگ رہے ہو۔" بی بی بطخو نے تعریف کی تو وہ بے حد خوش ہوگیا۔

اُس دن الف نگر میں سب جانور اُلو کی عینک کی ہی باتیں کرتے رہے۔ اتنی باتیں...... اتنی باتیں...... کہ اُلو "عینک والا اُلو" کہلانے لگا۔ عینک والا اُلو اب سارا دن درخت پر بیٹھ کر انگریزی اخبار پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو سب سے عقل مند سمجھتا ہے۔

اور ہاں! اس کی آنکھیں اب پہلے سے زیادہ موٹی اور گول ہوگئی ہیں۔

آؤ رنگ بھریں

پیارے بچو! تصویر کی طرف دیکھ کر خالی سکیچ میں رنگ بھریں۔

اچھے بچے

صوبیہ اطہر

آئیں مل کر سارے بچے
کام کریں اب اچھے اچھے

مل جل کر تم رہنا سیکھو
بن جاؤ تم سچے بچے

لڑنا اچھی بات نہیں ہے
لڑتے نہیں ہیں اچھے بچے

کہنا بڑوں کا ہر دم مانو
بن جاؤ گے اچھے بچے

نادیہ ناز غوری

بلیو منڈے

''عیان بیٹا! اب اُٹھ بھی جاؤ، سات بج گئے ہیں، اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے''۔ امّی جان نے عیان کو جگاتے ہوئے کہا۔ ''امّی جان! آج میں اسکول نہیں جاؤں گا۔'' نیند میں ڈوبی آواز میں عیان نے جواب دیا۔

''ارے! کیوں بھئی؟ کیا ہوا میرے بیٹے کو؟'' امی جان نے پریشانی سے پوچھا۔ ''بس ایسے ہی...... اسکول جانے کو دل نہیں کر رہا آج۔'' عیان نے کمبل منہ پر لیتے ہوئے کہا۔

''اوہو بیٹا! میں سمجھ گئی ہوں۔ آج منڈے ہے اور تم ہر منڈے یہی ضد کرتے ہو۔'' امی جان نے تشویش سے کہا مگر عیان نے کوئی جواب نہ دیا۔ امی عیان کی اس عادت کی وجہ سے بہت تنگ تھیں۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں اسکول سے عیان کی شکایت نہ آ جائے۔ اُن کا یہ خوف سچ ثابت ہوا۔ واقعی آج اسکول سے آنے والی کال نے عیان کے کان بھی کھڑے کر دیے تھے۔ ایک مہینے میں یہ تیسرا منڈے تھا کہ عیان کی اسکول سے غیر حاضری تھی۔

امی جان گھر کے ضروری کام نمٹا کر عیان کو لیے اسکول روانہ ہو گئیں۔ اُن کے دماغ میں طرح طرح کے خیالات امڈ رہے تھے۔ پرنسپل صاحبہ کے آفس میں پہنچ کر امی جان نے سب سے پہلے معذرت کی پھر عیان کی چھٹی والی عادت اور ضد سے انہیں آگاہ کیا۔ پرنسپل صاحبہ نے عیان کو کلاس میں جانے کا حکم دیا اور خود اُس کی امی سے باتیں کرنے لگیں۔

''دیکھیں! عیان تقریباً ہر منڈے کو چھٹی کرنے لگا ہے۔ یہ بات ہمارے لیے تشویش ناک ہے۔'' پرنسپل صاحبہ نے کہا۔ ''جی میڈم! میں تو خود اس وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں!'' عیان کی امی نے اپنی پریشانی بتائی۔

''مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ عیان دوسرے بچوں سے بہت پیچھے چلا جائے گا۔'' یہ کہہ کر پرنسپل صاحبہ نے چپڑاسی کے ذریعے مس سعدیہ کو بلایا۔ مس سعدیہ سائنس پڑھاتی تھیں۔ ساتھ ساتھ وہ بچوں کی نفسیات کی بھی ماہر تھیں۔ پرنسپل صاحبہ نے عیان کا کیس مس سعدیہ کے سامنے رکھا تو وہ ایک لمحے کے لیے مسکرا دیں۔ ''میں عیان کا سارا معاملہ سمجھ گئی ہوں، دراصل عیان ''بلیو منڈے'' کا شکار ہے۔''

''بلیو منڈے؟ ارے یہ کس بلا کا نام ہے؟'' پرنسپل اور عیان کی امی ایک ساتھ پکار اٹھیں۔ ''بلیو منڈے'' اصل میں انگریزی اصطلاح ہے، بلیو کا ایک مطلب تو نیلا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ''غم اور اداسی'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بلیو منڈے دراصل ایک کیفیت کا نام ہے، جس کا شکار ہو کر اکثر بچے منڈے کو اسکول جانے سے گھبراتے ہیں۔'' مس سعدیہ نے تفصیل سے بتایا۔

''اوہ! تو یہ بات ہے۔ عیان بھی پھر اسی ''بیماری'' کا شکار ہے۔'' پرنسپل صاحبہ نے کہا تو عیان کی امی سر ہلا کر رہ گئیں۔ ''ویسے یہ کیفیت کیوں پیدا ہوتی ہے؟'' عیان کی امی نے مس سعدیہ سے پوچھا۔

"دیکھیں! جب پورا ہفتہ بچے ایک ٹائم ٹیبل کے مطابق وقت پر پڑھتے اور ہوم ورک کرتے ہیں، وقت پر سوتے اور جاگتے ہیں، ایسے میں ہفتے اور اتوار کا دن آتا ہے۔ تب بچے ٹائم ٹیبل بھول کر ان دو دنوں میں صرف کھیلتے اور تفریح کرتے ہیں، دیر سے سوتے اور صبح دیر سے جاگتے ہیں۔ منڈے کو اگر امّی جان ہزار جتن کر کے زبردستی جگا بھی دیں تو اُن کا دل اسکول جانے اور پڑھنے کے لیے راضی نہیں ہوتا، بس کھیل کود اور تفریح پر اُکساتا ہے۔ بچے اسکول جانے کے نام پر منہ کے ایسے برے زاویے بناتے ہیں کہ جیومیٹری کی ٹیچر اگر دیکھ لیں تو پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔"

"تو مس سعدیہ! اس کا کوئی حل بھی تو ہوگا پھر؟" میڈم نے پوچھا۔

"جی میم! اِس کا حل یہ ہے کہ ہم منڈے کو اسکول میں پڑھائی کا ایک پیریڈ کم کر کے آرٹ کا پیریڈ ڈبل کر دیں۔ عیان چوں کہ پینٹنگ کا بہت شوقین ہے اس لیے منڈے کو عیان اسکول میں اپنی پسندیدہ پینٹنگ کرے گا۔ یوں وہ منڈے کو بھی اسکول خوشی خوشی آئے گا۔" مس سعدیہ نے بلیو منڈے کا حل بتادیا۔ اتنا خوب صورت اور مفید حل سنتے ہی عیان کی امّی جھوم اٹھیں اور ٹیچر سعدیہ اور میڈم کا شکریہ ادا کر کے خوشی خوشی گھر لوٹ آئیں۔

بچو! عیان میاں کو معلوم تھا کہ پرنسپل نے امی جان کو اسکول بلایا تھا۔ آج اس کی خیر نہیں، وہ اس لیے ڈرے ڈرے گھر واپس آئے۔ لیکن یہ کیا! امّی جان کا موڈ ایسا خوش گوار تھا کہ جیسے پرنسپل نے ایوارڈ دیا ہو۔

عیان نے حیرت سے پوچھا: "امّی جان! پرنسپل صاحبہ نے کیا کہا؟ جواب میں امّی جان نے عیان کو پرنسپل اور مس سعدیہ کی تمام باتیں بتائیں، عیان میاں حیرت سے سب سن رہے تھے۔

بچو! آج منڈے ہے، عیان میاں ابھی سو رہے ہیں، عیان کی امّی جان اُسے اٹھانے جا رہی ہیں۔

"عیان بیٹا! اب اٹھ بھی جاؤ، سات بج گئے ہیں۔" عیان میاں نے ایک دم بستر سے چھلانگ لگائی اور امّی جان کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

"یاد ہے امّی جان! آج منڈے ہے یعنی کہ "فن ڈے" ہے۔ ہررا..... بہت مزا آئے گا آج۔" یہ کہہ کر عیان میاں خوشی خوشی اسکول کے لیے تیار ہونے لگے۔ اس کی امی ایک طرف کھڑی مسکرا رہی تھیں۔

بقیہ: **گوشی کا بستہ**

"تمہارا بستہ کتابوں کی وجہ سے نہیں، ان فضول چیزوں کی وجہ سے وزنی تھا۔ تم انہیں نکال کر صرف میٹھی گاجریں رکھ لیتی اور تمہیں پتا تو ہے گاجریں کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو کوکی! لیکن اب میں کیا کروں؟ میری سب کتابیں تو راستے ہی میں رہ گئی ہیں۔" گوشی نے اُداسی سے کہا تو کوکی نے مسکراتے ہوئے اپنے پیٹ پر بنے تھیلے پر ہاتھ پھیرا اور اس کی پانچوں کتابیں نکال کر اسے تھما دیں۔ "میں تمہارے پیچھے آ رہا تھا اور تمہاری کتابیں اپنی تھیلی میں ڈالتا جا رہا تھا۔"

"ارے واہ! تم نے اپنی کتابیں بھی اُٹھائیں اور میری بھی؟ تم میں اتنی طاقت کہاں سے آئی؟" گوشی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اچھے اچھے پھل اور سبزیاں کھانے سے!" کوکی نے جواب دیا۔ پھر دونوں نے مل کر گوشی کے بستے میں موجود سارے چپس، چاکلیٹ اور بسکٹ بہت سے جانوروں میں بانٹ دیے۔

"واہ! میرے بستے میں پانچ کتابیں اور بس دو گاجریں ہیں لیکن یہ پھر بھی ہلکا پھلکا ہے۔" گوشی خوشی سے چلائی اور کلاس روم میں چلی گئی۔

OVER 3 BILLION
MINUTES WATCHED
EVERY MONTH
WATCH ALL YOUR
FAVORITE DRAMAS
BEST PAKISTANI DRAMAS
DRAMAS CENTRAL
CREATORS
/BestPakistaniDramas
/DramasCentral
DOT REPUBLIC

اچھی باتیں

احمد عدنان طارق

کسی بیمار کی عیادت
کیا خوب ہے سعادت
بیمار جب دعا دے
یہ بھی ہے اک عبادت

راہ گیر کو سنبھالا
ہے کام کتنا اعلیٰ
راتوں کو جیسے جگنو
رستہ دِکھانے والا

پڑھتے رہو ہمیشہ
بڑھتے رہو ہمیشہ
استاد کی تم عزت
کرتے رہو ہمیشہ

بھوکے کا پیٹ بھرنا
یوں کام اچھے کرنا
ساتھ اُس کو بھی کھلانا
اِک جیسا سب کا مرنا

آرٹ گیلری

پیارے بچو! ایکسپو سینٹر لاہور میں کتاب میلے کے دوران بہت سے بچوں نے الف نگر آرٹ گیلری مقابلے میں حصہ لیا۔ تمام بچوں نے پیاری پیاری تصاویر بنائیں۔ اوّل آنے والے محمد شہوار کو قیمتی انعام سے نوازا گیا۔ آپ بھی اچھی سی تصویر بنا کر ہمیں بھیج سکتے ہیں۔ تصویر کے ساتھ ''آرٹ گیلری'' کا کوپن بھی منسلک کیجیے۔ کوپن میگزین کے آخر میں دیا گیا ہے۔ تصویر کا سائز A×4 ہونا چاہیے۔

اوّل پوزیشن

محمد شہوار
کلاس ہفتم

روفیہ فیاض

کلاس دوم

فجر شکیل

کلاس پنجم

غزالہ

کلاس ہفتم

عنایہ

کلاس چہارم

آئمہ شاہد

کلاس دوم

اذان عتیق

کلاس ششم

ایمان کاشف

کلاس ششم

ارحم نوید

کلاس دوم

اُلٹے میاں کے کارنامے

پیارے بچو! اُلٹے میاں سے تو آپ واقف ہی ہیں۔ سُوکھے پتلے، لمبا قد، چُست لباس، سر پر ٹوپی، باریک مونچھیں، ہر وقت کوئی نہ کوئی اُلٹا کام کرتے نظر آئیں گے۔

5
آم کھاتے ہوئے انہیں خیال آیا کہ کچھ آم انہیں اپنے ساتھ گھر بھی لے جانے چاہئیں۔
"یہ اتنے سارے آم گھر لے جا کر کھاؤں گا۔"
6
اب اُلٹے میاں آموں بھری جھولی لیے دوسری شاخ پر جانے لگے تو ان کا پاؤں پھسل گیا۔ وہ جھٹکے سے نیچے گرنے لگے لیکن ایک شاخ میں اُلجھ کر درخت پر اُلٹا لٹک گئے۔ اب وہ چلا رہے تھے۔
"اف اللہ...... مجھے بچاؤ...... بچاؤ۔ ارے! میں گر رہا ہوں۔"
7
شور سن کر باغ کا مالی اور اُس کا کتا تیزی سے اُلٹے میاں کے پاس پہنچ گئے۔ کتا اُلٹے میاں پر مسلسل بھونک رہا تھا اور الٹے میاں چیختے چلاتے ہوئے اُسے دور بھگا رہے تھے۔
"ہش...... ہش...... بھاگ یہاں سے ہش......"
8
اُلٹے میاں کو یوں درخت پر الٹا لٹکے دیکھ کر مالی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ اُس نے ہنستے ہوئے آگے بڑھ کر اُلٹے میاں کو درخت سے نیچے اُتار لیا۔
"ہاہاہا...... ہاہاہا...... اُلٹے میاں! اب آیا مزہ چوری آم کھانے کا؟"
بے چارے اُلٹے میاں اپنا منہ لٹکا کر باغ سے باہر چل دیے۔

ننّھا ھادی

پیارے ساتھیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں ہوں آپ سب کا دوست عبدالہادی۔ ابھی لوگ مجھے پیار سے "ہادی" بلاتے ہیں۔ دوستو! رمضان المبارک کا مقدس مہینا شروع ہونے والا ہے۔ اس مہینے کی برکتوں اور فضیلتوں سے تو آپ واقف ہی ہوں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہوتا ہے۔ ہمیں اس مہینے میں بڑھ چڑھ کر نیکی کے کام کرنے چاہئیں۔

سلام کے فوائد

پیارے دوستو! میں آپ کو ہمیشہ سلام کرتا ہوں، کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ السلام علیکم کا مطلب ہے: ''آپ پر سلامتی ہو۔''

آج میں جب کلاس میں گیا تو سوچا کہ جو کوئی مجھے پہلے سلام کرے گا میں بھی اسے ہی سلام کیا کروں گا۔

پھر ٹیچر نے ہمیں بتایا کہ سلام میں پہل کرنا بہت اچھی بات ہے کیوں کہ حضور ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے:

''سلام میں پہل کرنے والا اللہ کے قریب تر ہو جاتا ہے۔''

یہ سن کر میں نے ارادہ کرلیا کہ میں ہمیشہ سلام میں پہل کروں گا۔ یہ اتنی اچھی عادت ہے کہ اللہ میاں بھی بہت خوش ہوتے ہیں اور اس سے کئی لوگ آپ کے دوست بھی بن جاتے ہیں۔ بچو! سلام ہمیشہ مکمل لینا چاہیے۔

یعنی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گالی دینا

پیارے ساتھیو! کیا آپ جانتے ہیں آج دوپہر کو اسکول میں کیا ہوا؟ اسکول بریک میں میرے دو دوستوں کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔ یہ دیکھ کر مجھے غصہ آیا تو میں بھی لڑنے لگا۔ اس دوران ایک بچے نے گالی دے دی۔ ہم نے ایک دوسرے کو دھکا دیا اور زمین پر لوٹنے لگے۔ گتھم گتھا ہونے کی وجہ سے ہمارے کپڑے بھی گندے ہوگئے۔

اتنے میں ہماری ٹیچر آگئیں۔ انھوں نے ہمیں ڈانٹا۔ ٹیچر نے ہمیں سمجھایا کہ گالی دینا بری بات ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے: ''مسلمانو! تم اچھا بولو اگر اچھا نہیں بول سکتے تو خاموش رہو۔''

یہ سن کر میں اور میرا کلاس فیلو کافی شرمندہ ہوئے۔ اب ہم کبھی آپس میں نہیں لڑتے۔

دوستو! لڑنا اور گالی دینا اچھی بات نہیں، خاص طور پر روزے کے ساتھ تو بالکل بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

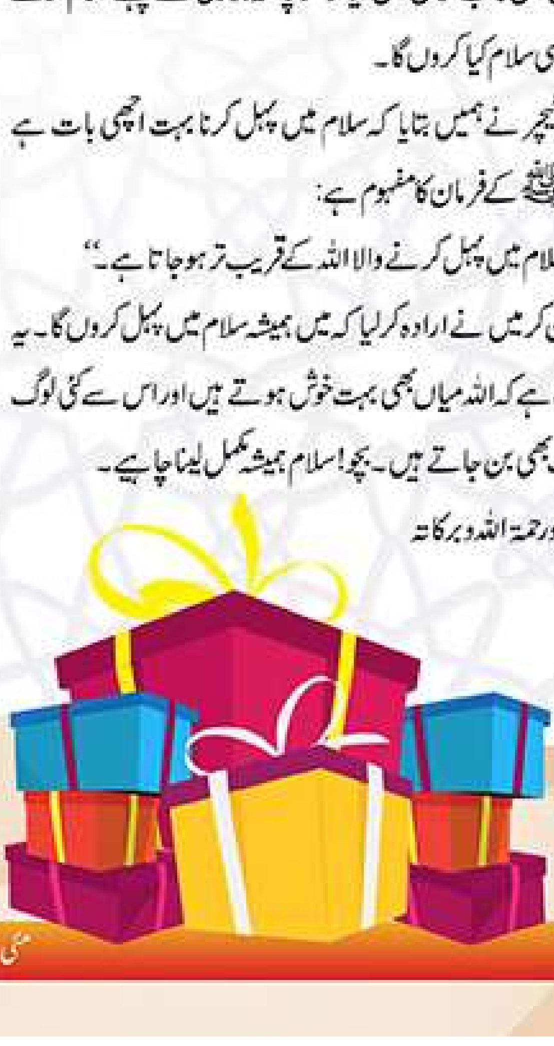

یہ رہا جملہ

پیارے بچو! ''یہ رہا جملہ'' میگزین کا انعامی سلسلہ ہے۔ ذیل میں دس جملے دیے گئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے اور پھر بتائیے کہ ان میں سے ہر جملہ میگزین کی کس تحریر اور کس صفحے سے لیا گیا ہے۔

1۔ یوں تمھارا گھر بھی اس وادی کی طرح خوب صورت نظر آئے گا۔

2۔ تم بلندیوں سے نیچے دوڑتے شکار کو دیکھ لیتی ہو۔

3۔ یہ خیال آتے ہی اُس نے بیج اور پھل اکٹھے کرنا شروع کر دیے۔

4۔ فجر کی نماز سے پہلے ہی وہ دونوں وہاں سے اُڑ گئے۔

5۔ کیا تم اُس بچے کی مدد کر سکتے ہو؟

6۔ اچانک اُسے محسوس ہوا جیسے کوئی جادوئی طاقت اُسے اوپر کی طرف کھینچ رہی ہے۔

7۔ ہوا لگتے ہی یہ مادہ روشنی کی صورت میں چمک اٹھتا ہے۔

8۔ گھونسلوں میں سوئے ہوئے پرندے گھبرا کر شور مچانے لگے۔

9۔ پیلا آم سفید لگتا ہے اور سفید انڈے مجھے آم لگتے ہیں۔

10۔ باہر لان میں کوئی چیز گرنے کی زوردار آواز آئی۔

نوٹ: ایک صاف کاغذ پر اس سلسلے کا عنوان ''یہ رہا جملہ'' لکھیں اور نیچے جوابات لکھ کر ''یہ رہا جملہ'' کا کوپن چسپاں کریں۔ کوپن میگزین کے آخر میں موجود ہے۔ درست جوابات دینے والے تین بچوں کو ملے گا ایک زبردست سا انعام! باقی بچوں کے نام میگزین میں دیے جائیں گے۔ تین سے زیادہ درست جواب ملنے کی صورت میں فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کیا جائے گا۔ جوابات نیچے دیے گئے پتے پر بھیجیں۔

ماہنامہ الف نگر 43/11 ایف سی سی ولاز، گلبرگ IV، لاہور۔

ای میل: submissions.alifnagar@alifkitab.com

سیلفی ٹائم

پیارے بچو! ''سیلفی ٹائم'' کے لیے آپ اپنی کوئی بھی اچھی سی سیلفی یا تصویر بھیج سکتے ہیں لیکن تصویر کے ساتھ ایک اچھا سا عنوان یا کیپشن دینا مت بھولیے۔ تصویر اس ایڈریس پر ای میل کیجیے۔

Submission.alifnagar@alifkitab.com

شکل سے تو ہم معصوم لگ رہے ہیں
لیکن شرارتی ہیں اور کچھ چالاک بھی۔

محمد بن عمران اور زینب۔ چشتیاں

دوستو! ہلکی پھلکی بھوک میں ہلکی پھلکی
چیزیں ہی اچھی لگتی ہیں۔ ہے نا!

عبیرہ، حذیفہ، ہانیہ۔ لاہور

اُف! اتنی نیند! اوپر سے یہ تھکاوٹ، بھئی
میں تو کمبل اوڑھ کر سونے لگا ہوں۔

محمد اصیرم بن جنید۔ وہاڑی

رو کو! ابھی تصویر مت بنانا! مجھے پوز تو بنانے دو

مستنشرہ۔ بہاولپور

بابا کہتے ہیں بڑا نام کروں گا۔ جی دوستو! مجھے آرمی میں جانے کا بہت شوق ہے۔ دیکھولو! ابھی سے کوشش کر رہا ہوں۔

محمد حمزہ سعید۔ بہاولپور

برف باری تو ہمیں بہت پسند ہے۔ دیکھیے ذرا ہم مانچسٹر کی برف باری میں مزے کر رہے ہیں۔

رائمہ جبران، محمد صائم جبران۔ مانچسٹر

جب سے بی بی بطخو کتاب ہاتھ میں آئی ہے تب سے میں بھی بی بی بطخو بن گئی ہوں۔

صحاف شمشاد غوری۔ کراچی

ہیلو دوستو! ڈھونڈ سکو تو ڈھونڈ لو، میں یہاں ہوں۔
حذیفہ راجپوت۔ لاہور

سوچ رہا ہوں کہ اب کون سی شرارت کروں!

عبداللہ رمضان۔ ساہیوال

ستاروں کی دُنیا

ارم سعید

خدا کے بنائے نظاروں کی دنیا
یہ چاند اور سورج، سیاروں کی دنیا
بہت خوبصورت، بڑی دل نشیں ہے
چلو آج دیکھیں ستاروں کی دنیا

پیارے نونہالو! اللہ پاک کی بنائی ہوئی کائنات بہت وسیع ہے۔ ہماری زمین کے علاوہ چاند، سورج، ستارے اور کروڑوں سیارے اس کائنات میں بکھرے پڑے ہیں۔ رات کو آپ نے جگمگ کرتے ستارے تو دیکھے ہی ہوں گے لیکن کیا آپ ان ستاروں کی حقیقت جانتے ہیں؟ نہیں تو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔

ستارے دراصل جلتی ہوئی گیند کی طرح ہوتے ہیں۔ ان میں حرارت ہوتی ہے۔ ستارے نیوکلیئر فیوژن (Nuclear Fusion) کے عمل سے توانائی پیدا کرتے ہیں۔ کم گرم یا ٹھنڈے ستارے سرخی مائل جب کہ گرم ترین ستارے نیل گوں سفید روشنی پیدا کرتے ہیں۔ ان کی سطح پر درجہ حرارت 3500 ڈگری سینٹی گریڈ سے 4000 ڈگری سینٹی گریڈ کے درمیان ہوتا ہے۔ خلا میں جب گیس اور خلائی گرد کشش کے زیرِ اثر ایک دوسرے کے قریب آ کر گولا سا بناتے ہیں تو نیا ستارہ وجود میں آتا ہے۔

گیس اور گرد کے گولے کا درجہ حرارت بڑھتے بڑھتے نیوکلیئر فیوژن کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ یہ عمل بہت عرصہ جاری رہتا ہے۔ جب لاکھوں سال بعد نیوکلیئر فیوژن کے عمل کے لیے ہائیڈروجن کم ہونے لگتی ہے تو ستارہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگتا ہے۔ ساتھ ہی رنگ تبدیل کر کے سرخی مائل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تمام ایندھن جلا دینے کے بعد یہ ٹھنڈا ہونے والا ستارہ کسی دوسرے ستارے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ یوں اس کے ٹکڑے دودھیا پٹی (Milky way) میں جا گرتے ہیں۔

بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ دودھیا پٹی (Milky way) کیا ہے؟

قدیم زمانے کے لوگ آسمان پر بننے والی دودھیا پٹی (Milky way) کو فرشتوں کی گزرگاہ خیال کرتے تھے لیکن ہم آپ کو ستاروں کی اس کہکشاں یا دودھیا پٹی کے بارے میں حیرت انگیز بات بتاتے ہیں۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو رات کو آسمان پر بننے والی یہ کہکشاں کسی گھڑی کی طرح گول اور چپٹی سی ڈسک دکھائی دیتی ہے۔ اس گھڑی نما کہکشاں کے اردگرد اس کے بازو ہوتے ہیں جن میں کروڑوں ستارے روشن ہوتے ہیں۔ کہکشاں کے اطراف میں ستاروں کی مدد سے بننے والے یہ روشن بازو جگمگاتے ہوئے دودھیا پٹی بناتے ہیں جسے ہم ملکی وے کا نام دیتے ہیں۔

بچو! ملکی وے والی یہ کہکشاں دراصل کائنات میں موجود اربوں کہکشاؤں میں سے ایک ہے۔ ہمارا سارا نظام شمسی اسی کے اندر موجود ہے۔ ایک کہکشاں کے دونوں سروں کا درمیانی فاصلہ یا قطر تقریباً ایک لاکھ نوری سال کے برابر ہوتا ہے۔ کائنات میں موجود اربوں ستاروں اور کروڑوں کہکشاؤں کا نظام اس قدر وسیع ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

زمین سے ستاروں کا فاصلہ سورج سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ سورج کی روشنی زمین پر آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے جب کہ کہکشاؤں کے مرکز سے زمین تک روشنی 27 ہزار سال میں پہنچتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ستارے زمین سے کتنی دور واقع ہیں اور ہماری کائنات کس قدر وسیع ہے۔ بہت سے ستارے تو سورج سے بھی کئی گنا بڑے ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! کبھی آپ بھی اندھیری رات میں آسمان پر ستاروں کے بچھے ہوئے جال کو غور سے دیکھیں۔ یقیناً آپ حیرت کے سمندر میں ڈوب جائیں گے۔ جس اللہ نے یہ اتنا بڑا نظام بنایا ہے، وہ اللہ خود کتنا بڑا ہوگا؟

شکاری

محمد عرفان رامے

اس سے پہلے کہ وہ بندوق سے فائر کرتا، شیر اُس پر حملہ کر چکا تھا۔ ایک سنسنی خیز داستان!

ٹرین قصبہ فیض پور کے سنسان پلیٹ فارم پر رُکی تو دو نوجوان تیزی سے نیچے اتر آئے۔ کچھ ہی دیر میں دونوں گپ شپ کرتے اسٹیشن سے باہر کی طرف جا رہے تھے۔ گھنی فصلوں کے درمیان ایک پگڈنڈی پر چلتے ہوئے وہ جنگل میں داخل ہو گئے۔ اُن کا گاؤں جنگل کے پار تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔

ناصر اور خالد اب جنگل کے وسط میں تھے۔ بہ ظاہر گہرا سناٹا تھا مگر جھینگروں اور کیڑے مکوڑوں کی دھیمی سرگوشیاں مسلسل انہیں اپنی موجودگی کا احساس دِلا رہی تھیں۔ کبھی دور کسی گیدڑ کے چیخنے کی آواز بھی انہیں اپنی جانب متوجہ کر لیتی۔

ابھی انہوں نے نصف فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ خالد نے ناصر کا بازو کھینچ کر رکنے کا اشارہ کیا۔ ”ناصر! لگتا ہے ہمارے قریب ہی کوئی گہری سانسیں لے رہا ہے۔“ خالد نے تجسس سے کہا۔ ”اوہ.....کوئی چور، ڈاکو ہوگا یار!“ ناصر نے بے دلی سے جواب دیا۔

”نہیں.....میرے خیال میں کوئی جانور ہے۔“ خالد نے کہا۔ ابھی وہ باتوں میں مگن تھے کہ اچانک ناصر کی نظر سامنے جھاڑیوں پر پڑی۔

”شش.......شیر.......بھاگو.......!“ ناصر زور سے چلایا پھر دونوں نے گاؤں کی طرف دوڑ لگا دی۔

بھاگتے بھاگتے انہیں شیر کی دھاڑ سنائی دی۔ خالد تو ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا نظروں سے اوجھل ہو گیا مگر ناصر کی ہمت جواب دے گئی۔ جلد ہی اُس کا بھاری وجود تیز رفتاری میں رکاوٹ بن گیا۔ ناصر کو اپنی موت یقینی دکھائی دے رہی تھی کیوں کہ شیر کی دھاڑ مسلسل قریب آ رہی تھی۔

اُس نے ہمت کی اور ایک گھنے درخت کے اُوپر چڑھنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ کافی بلندی پر جا پہنچا۔ اُسے درخت کے باریک سے تنے پر بیٹھے تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر دھاڑتا ہوا درخت کے نیچے آ گیا۔

کچھ دیر شیر درخت کے نیچے ٹہلتا رہا پھر جنگل میں غائب ہو گیا مگر ناصر صبح ہونے سے پہلے نیچے نہیں اُترنا چاہتا تھا۔ کافی دیر بعد اسے گاؤں کی جانب سے بہت سی روشنیاں اپنی جانب بڑھتی دکھائی دیں۔ جلد ہی ہتھیاروں سے لیس چند نوجوان اُس کے قریب پہنچ گئے۔ ناصر چیخ چیخ کر انہیں اپنی جانب بلانے لگا۔ اُن لوگوں میں خالد بھی شامل تھا۔

''تم ابھی تک زندہ ہو ناصر؟'' ایک نوجوان نے حیرت سے پوچھا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' ناصر چونکا۔

''کچھ نہیں، دراصل خالد نے تمہارے اور شیر کے دنگل کا نقشہ ہی ایسا کھینچا تھا کہ کسی کو خیریت کی اُمید نہیں تھی۔'' نوجوان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ! خالد کی خبر تو میں بعد میں لوں گا۔ پہلے تم لوگ مجھے نیچے اتارو۔'' ناصر نے بلند آواز سے کہا۔

''ہم کیسے اتاریں؟ خود اُترو، جیسے درخت پر چڑھے تھے۔'' اسی نوجوان نے ناصر کو مشورہ دیا۔

''وہ تو مجھے بھی نہیں معلوم کہ میں کیسے چڑھ گیا تھا۔'' ناصر نے جواب دیا۔

''ایسا کرو کہ تم چھلانگ لگا دو۔ ہم تمہیں گیند کی طرح دبوچ لیں گے۔'' خالد نے قریب آ کر کہا تو سب ہنسنے لگے۔

''نہ بھئی! میری تو ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی۔'' ناصر نے ڈرتے ہوئے کہا۔

''ناصر! ذرا سنبھل کر...... تمہارے بہت قریب ایک شاخ پر زہریلا ناگ ہے۔'' خالد نے چیخ کر کہا تو ناصر تیزی سے حرکت میں آیا اور شاخوں سے جھولتا ہوا درخت سے نیچے اتر گیا۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر سب ہنسنے لگے۔ ناصر سمجھ گیا کہ خالد نے یہ چال اسے درخت سے اُتارنے کے لیے چلی ہے۔

اس کے بعد وہ سب گاؤں چلے گئے۔ ناصر نے آئندہ شہر جا کر ملازمت کرنے سے توبہ کر لی۔ وہ ایک چوکی دار کا بیٹا تھا لیکن اُس کا باپ بوڑھا ہو چکا تھا۔ گاؤں والوں نے فیصلہ کیا کہ ناصر کو اُس کے بوڑھے والد کی جگہ یہ کام سونپ دیا جائے۔ چناں چہ مشورے کے بعد پہرے داری کا کام ناصر کو سونپ دیا گیا۔ ویسے بھی شیر سے ایک مرتبہ سامنا ہونے کے بعد ناصر کے دل سے خوف بہت حد تک کم ہو گیا تھا۔

☆......☆......☆

اُس رات مدھم سی چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک پہرے داری کرتے ہوئے ناصر نے گاؤں کی ایک گلی سے شیر کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ شیر نے جبڑوں میں کوئی جانور دبوچ رکھا تھا۔ اگلی صبح گاؤں میں شور مچ گیا کہ فضلی بابا کا بچھڑا غائب ہے۔ جب ناصر نے رات کو شیر کی آمد کا بتایا تو سب کو سانپ سونگھ گیا۔ گاؤں والے پریشان ہو گئے۔ پھر آئے روز یہ معمول ہی بن گیا۔ وہ رات کے وقت کسی باڑے پر حملہ کرتا اور کسی نہ کسی جانور کو منہ میں دبا کر غائب ہو جاتا۔

ایک رات شیر گاؤں سے شکار لے کر جنگل کو جا رہا تھا۔ شیر کا رُخ مٹی کے ٹیلوں کی طرف تھا۔ ٹیلوں کے دوسری طرف جنگل شروع ہو رہا تھا۔ ناصر نے شیر کو دیکھا تو محتاط انداز میں اُس کا تعاقب کرنے لگا۔ شیر نے ٹیلوں کے پاس پہنچ کر اپنے شکار سے انصاف کیا اور دعوت اُڑانے کے بعد بھرپور انگڑائی لے کر جنگل میں غائب ہو گیا۔ اُس جگہ پر جانوروں کی بہت سی ہڈیاں دیکھ کر ناصر سمجھ

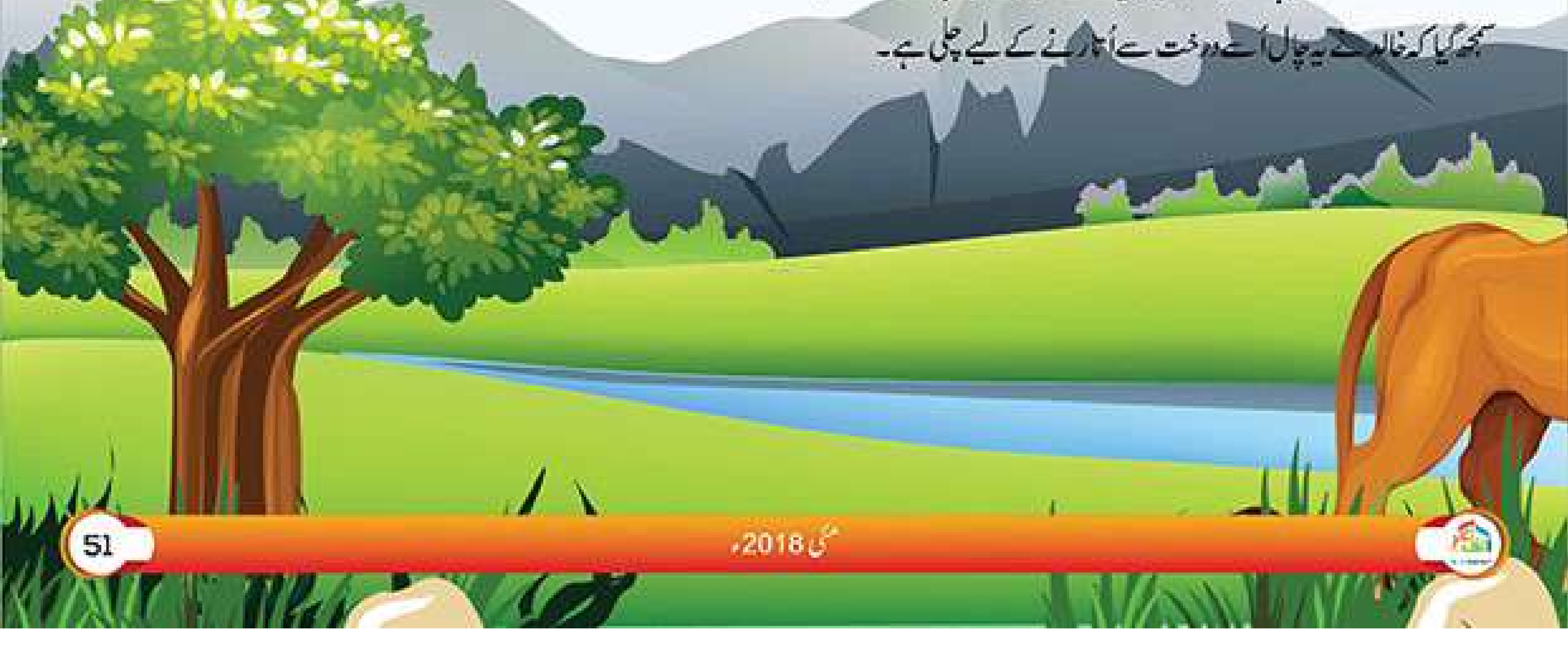

گیا کہ شیر اپنا شکار یہیں لا کر کھاتا ہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ناصر واپس گھر آ گیا۔

دوسری صبح وہ الماری سے اپنے والد کی بندوق نکال کر صاف کرنے لگا۔

چند روز سکون سے گزرے۔ آخر ایک رات ٹیلوں کے قریب ناصر کو ایک سایہ سا دکھائی دیا۔ قریبی درخت کی شاخ پر بیٹھا ناصر چونک گیا۔ اچانک اُسے شیر مٹی کے ٹیلے کی جانب آتا دکھائی دیا۔ آج اس کے پاس شکار نہیں تھا کیوں کہ گاؤں والوں نے اپنے جانور کمروں میں بند کر دیے تھے۔ شیر کا رخ اپنے مخصوص ٹھکانے کی طرف تھا جہاں وہ اپنا شکار کھایا کرتا تھا۔ ٹیلے کے پاس پہنچ کر وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ شاید اُسے آس پاس کوئی خطرہ محسوس ہوا تھا۔

ادھر ناصر بھی چوکنا ہو کر درخت پر بیٹھا تھا گو کہ اسے شکار کا بالکل تجربہ نہیں تھا مگر اب پیچھے ہٹنا بھی ممکن نہ تھا۔ چناں چہ اُس نے درخت کے تنے پر بیٹھے بیٹھے بندوق سنبھالی اور شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان کھوپڑی کا نشانہ باندھ لیا۔ اس دوران وہ شیر کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اُسے ہر صورت اپنے حواس پر قابو رکھنا تھا۔ جیسے ہی خونی درندہ مزید آگے بڑھا، ناصر نے اللہ کا نام لے کر بندوق کا ٹریگر دبا دیا۔

اگلے ہی لمحے پُرسکون علاقہ فائر کی آواز سے گونج اُٹھا۔ گھونسلوں میں سوئے ہوئے پرندے گھبرا کر شور مچانے لگے۔ جیسے ہی اُس کے جسم کو بندوق نے زوردار جھٹکا دیا، ناصر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر آ گرا۔

بلندی سے گرنے کے باعث اُس کی ٹانگ پر شدید چوٹ آئی۔ وہ زخمی

ٹانگ کو پکڑ کر درد سے دہرا ہو گیا۔ اچانک ناصر کی نظر قریب ہی ہانپتے ہوئے شیر پر پڑی تو اُس کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ گولی سر کے بجائے شیر کی ٹانگ میں لگی تھی۔ زخمی شیر دھاڑتے ہوئے دوبارہ اُس پر حملے کی تیاری کر رہا تھا۔

ناصر نے جلدی سے بندوق سنبھالی اور اُس کا رُخ دوبارہ شیر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ شیر نے لمبی جست لگا کر اُس پر حملہ کر دیا۔ ماحول ایک مرتبہ پھر فائر کی آواز سے گونج اٹھا۔ ساتھ ہی ناصر کی ایک کرب ناک چیخ بھی بلند ہوئی۔ فائر کی آواز سن کر ناصر کے باپ بشیر احمد کی آنکھ کھلی تو وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ لاٹھی کے سہارے چلتے ہوئے وہ جلدی سے باہر نکل آیا۔ اسی دوران گاؤں کے دیگر لوگ بھی جنگل کو جانے والے راستے پر جمع ہو گئے۔ جب وہ ٹیلے کے نزدیک پہنچے تو وہاں کا منظر دیکھ کر سب کے منہ حیرت اور خوف سے کھلے رہ گئے۔

خون میں لت پت شیر درخت کے قریب پڑا تھا جب کہ بے سُدھ ناصر کا آدھا وجود اس کے نیچے دبا ہوا تھا۔ بیٹے کی حالت دیکھ کر بوڑھا بشیر احمد تڑپ اُٹھا۔ گاؤں کے چند نوجوان تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے مُردہ شیر کو کھینچ کر ناصر سے دور کیا۔ ناصر کی ٹانگ زخمی تھی اور وہ خوف کے مارے بے ہوش ہو چکا تھا۔ موقع پر موجود ایک حکیم نے طبی امداد دی تو جلد ہی ناصر نے آنکھیں کھول دیں۔

گاؤں والے ناصر کی بہادری پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ ادھر بشیر احمد کا سر فخر سے بلند ہو چکا تھا۔ آخر اُس کے بیٹے کو گاؤں سب سے بہادر نوجوان ہونے کا اعزاز جو مل چکا تھا۔ اب لوگ ناصر کو ''شکاری'' کے نام سے پکارنا شروع ہو گئے۔ ناصر بھی خود کو ''شکاری'' کہلوا کر فخر محسوس کرنے لگا۔

☆......☆......☆

گُل مہر اور مونی

سودہ عنبر

گُل مہر سبزی کی ٹوکری سے رونے کی آواز سُن کر حیران رہ گئی۔
ایک مزے دار کہانی!

گُل مہر چھی مُنی آنکھوں اور سنہری بالوں والی ایک چھوٹی بچی تھی۔ اُس کا بھائی مونی اتنا شرارتی تھا کہ اکثر لوگ اس کی شکایت کرنے گھر تک آ جاتے۔ ایک روز کچن میں پانی پیتے ہوئے گُل مہر نے سسکیوں کی آواز سُنی۔ پہلے تو وہ سمجھ نہ سکی کہ کون رو رہا ہے مگر جب اُس نے غور سے دیکھا تو حیران رہ گئی۔ سامنے میز پر پڑی ٹوکری میں سبزیاں رو رہی تھیں۔ گُل مہر بہت پریشان ہوئی۔ اس نے تر و تازہ اور خوش رنگ گاجر، بینگن، شلجم اور پیاز سے رونے کی وجہ پوچھی۔ چلبلی ہری مرچ چناخ پناخ بولی: ”گُل مہر بیٹا! جب ہم تمہارے گھر آتے ہیں تو تمہارا بھائی ناک بُھوں چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ بینگن، شلجم، پیاز، ادرک، کریلے، ٹینڈے سب گندے ہیں، ان کو پھینکو۔“ گُل مہر نے یہ سن کر چلبلی ہری مرچ کو دلاسا دیا۔ اتنے میں لال گُلال گاجر بولی: ”مجھے تو سب ہی پسند کرتے ہیں۔ تمہارا بھائی گھر آتے ہی میرا پوچھتا ہے۔ میں تو یہاں خوش ہوں اور آلو چچا بھی مگر ہمارے دوسرے دوستوں کی اس گھر میں کوئی قدر نہیں ہے۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سبزی منڈی لوٹ چلیں۔“

آلو چچا سمجھ دار تھے۔ کہنے لگے: ”عزیز دوستو! کیوں نہ ہم گُل مہر کے بھائی کو یہاں بلوالیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔ وہ ابھی ناسمجھ ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ اللہ میاں نے کوئی چیز بے فائدہ نہیں بنائی۔ اگر پیاز نہ ہوتی تو کھانوں میں لذت نہ ہوتی۔ لذیذ چاول نہ پکتے اور نہ ہی خستہ کباب بنتے۔ اسی طرح

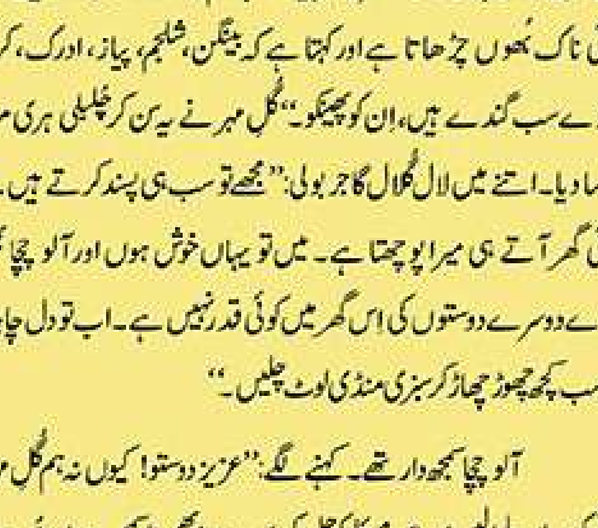

ادرک کی اپنی اہمیت ہے۔ یہ نا صرف سالن میں استعمال ہوتی ہے بلکہ چائے میں بھی۔ اس کی چائے بیماری کو بھگاتی ہے۔ ہر طرح سے یہ ہمارے لیے مفید اور ضروری ہے۔ بینگن کا بُھرتا! واہ کیا بات ہے۔ اس کا سالن بھی مزے دار ہوتا ہے۔“ لیموں خوش دلی سے بولا: ”اگر مجھے مسالہ بھرے بیگن کے سالن پر چھڑک کر گرم گرم چپاتیوں کے ساتھ کھایا جائے تو چٹخارے دار چیز بنتی ہے۔“

مونی قریب کھڑا یہ باتیں سن رہا تھا اور اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔ اُسے پتا چل گیا کہ کسی کا دل دُکھانا بہت بُری بات ہے اور غرور تو اللہ کو بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ اُس نے فوراً ساری سبزیوں سے معافی مانگی۔ چلبلی ہری مرچ سمیت تمام سبزیوں نے سچے دل سے مونی کو معاف کر دیا۔ گُل مہر کہنے لگی: ”مونی بھیا! تم نے سُنا ہوگا: نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانے میں۔“

”گُل آپی! وہ کیسے؟“

مونی نے پوچھا۔ ”مونی بھائی! وہ ایسے کہ ہمیں ان چیزوں کے فائدے معلوم ہوں نہ ہوں مگر اللہ میاں نے کوئی چیز بے مقصد نہیں بنائی۔ سبزیاں تو ہمارے جسم میں طاقت پیدا کرتی ہیں۔ سرطان جیسے مُوذی مرض سے بچاتی ہیں۔ ہمارے جسم میں خون پیدا کرتی ہیں۔ ہمیں صحت مند رکھتی ہیں۔“ گُل مہر کی بات سن کر مونی جھٹ سے اپنی امی کے پاس پہنچا اور مزے دار سبزیوں کا سالن بنانے کی فرمائش کرنے لگا۔ گُل مہر یہ دیکھ کر مسکرا دی۔

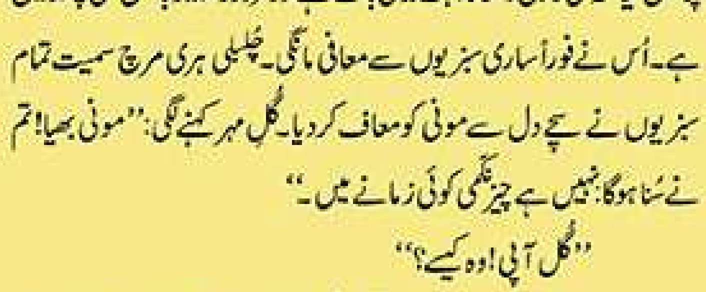

اُلّو کی کچہری

پیارے بچو! درست جواب دے کر پائیے خوب صورت انعامات!

پیارے بچو! جنگل میں ہر روز بوڑھے، عقل مند اُلو کی کچہری لگتی ہے۔ جنگل کے تمام جانور اپنے مسائل اُلو کے پاس لے کر آتے ہیں۔ آج صبح جیسے ہی کچہری کا وقت شروع ہوا تو خرگوشوں کا ایک جوڑا روتا دھوتا اُلو کے پاس آن پہنچا۔ خرگوش نے روتے ہوئے اُلو کو بتایا کہ بی لومڑی نے ہمارے بچے کھا لیے ہیں۔ اُلو نے خبری کوے کو بھیجا تا کہ وہ بی لومڑی کو بُلا لائے۔ بی لومڑی کے آتے ہی کچہری کی کارروائی شروع ہوگئی۔ خرگوشنی روتے ہوئے بولی: ’’حضور! اسی نے ہمارے بچے کھائے ہیں۔‘‘ بی لومڑی نے اپنی شامت دیکھی تو صاف مکر گئی اور کہنے لگی: ’’حضور! یہ مجھ پر الزام ہے۔ ان کے بچے میں نے نہیں کھائے۔ مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ ان کا گھر کہاں ہے؟ میں بھلا ایسی حرکت کیسے کر سکتی ہوں؟‘‘

اِدھر خرگوشنی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ ہمارے بچے لومڑی نے ہی کھائے ہیں۔ یہ سن کر اُلو میاں تھوڑے پریشان ہو گئے کیوں کہ معاملہ کافی اُلجھا ہوا تھا۔ بی لومڑی کے خلاف انہیں کوئی ثبوت نہیں ملا تھا۔ اچانک لومڑی بولی: ’’حضور! ان کے گھر کے قریب ہی ایک خطرناک سانپ بھی رہتا ہے، ضرور یہ حرکت اسی کی ہوگی۔‘‘ بی لومڑی نے یہ کہا تو اُلو میاں ایک دم اُچھلے۔ انہوں نے فوراً جنگل کی پولیس سے کہہ کر لومڑی کو گرفتار کروا دیا۔

پیارے بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اُلو میاں کو لومڑی کے مجرم ہونے کا یقین کیسے ہوا؟ اگر آپ ہیں ذہین تو ساری کہانی کو غور سے پڑھ کر کھوج لگائیے اور جواب لکھ کر ہمیں ’’ذہنی آزمائش‘‘ کے کوپن کے ساتھ بھیج دیجیے۔ تین درست جوابات دینے والے بچوں کو ملیں گے الف نگر کی جانب سے خوب صورت انعامات!

ساجدہ غلام محمد

گوشی کا بستہ

ننھی سی خرگوشی گوشی اسکول جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ اُس نے اپنے بستے میں دو گاجریں، چاکلیٹس، چپس، بسکٹ اور ٹافیوں کے پیکٹ رکھے۔ اس کے بعد بستے میں کتابیں رکھیں۔ پوری پانچ کتابیں! اب گوشی اسکول جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔ اُس نے بستہ اپنے گلے میں ڈالا اور ایک لمبی چھلانگ لگائی مگر یہ کیا؟ چھلانگ تو لگی ہی نہیں۔

''اُف! بستہ تو بہت بھاری ہے۔ اسے اٹھا کر میں اسکول کیسے جاؤں؟ مجھ سے تو ہلا بھی نہیں گیا! میرا خیال ہے، مجھے بستے سے ایک کتاب نکال دینی چاہیے۔ یہ ہلکا ہوگا تو میں چھلانگ لگا سکوں گی۔'' گوشی نے سوچا اور بستہ کھول کر اندر دیکھنے لگی۔ ''یہ بہت وزنی کتاب ہے۔ اسے بستے سے نکال کر یہیں رکھ دیتی ہوں۔'' اُس نے ''جنگل کا علاقہ'' نامی کتاب نکال کر بستہ دوبارہ گلے میں ڈالا اور چھلانگ لگائی۔

بونگ! وہ بس ایک چھلانگ ہی لگا سکی۔ ''اُف! بستہ تو ابھی بھی وزنی ہے۔ میں ایک اور کتاب نکال لیتی ہوں۔'' گوشی نے بستہ کھولا۔ اس میں اب چار کتابیں تھیں۔ گوشی نے ''گاجر کیسے کھائیں'' نامی کتاب نکال کر بستہ دوبارہ گلے میں ڈالا اور چھلانگ لگائی۔ بونگ! بونگ! وہ دو چھلانگیں لگا سکی۔

''اُف! بستہ تو ابھی بھی وزنی ہے۔ میں ایک اور کتاب نکال دیتی ہوں۔'' گوشی نے بستہ کھولا۔ اب اس میں صرف تین کتابیں تھیں۔ گوشی نے ''جانوروں کی اقسام'' نامی کتاب نکال کر بستہ دوبارہ گلے میں ڈالا اور چھلانگ لگائی۔

بونگ! بونگ!! بونگ!!! اس بار وہ تین چھلانگیں لگا سکی۔ ''اُف! بستہ تو ابھی بھی وزنی ہے۔ میں ایک اور کتاب نکال دیتی ہوں۔'' گوشی نے بستہ کھولا۔ اب اُس میں دو کتابیں تھیں۔ گوشی نے ''بل کیسے بنائیں'' نامی کتاب نکال کر بستہ دوبارہ گلے میں ڈالا اور چھلانگ لگائی۔

بونگ! بونگ!! بونگ!!! بونگ!!!! اس بار وہ چار چھلانگیں لگا سکی۔ ''اُف! بستہ تو ابھی بھی وزنی ہے۔ میں ایک اور کتاب نکال دیتی ہوں۔'' گوشی نے بستہ کھولا۔ اس میں اب ایک ہی کتاب تھی۔ گوشی نے ''اپنا دفاع کیسے کریں'' کتاب نکال کر باہر رکھی پھر بستہ دوبارہ گلے میں ڈالا اور چھلانگ لگائی۔

بونگ! بونگ!! بونگ!!! بونگ!!!! بونگ!!!!! ''آہا! اسکول آ گیا!'' گوشی نے خوشی سے کہا۔ وہ چھلانگ لگا کر اسکول گیٹ سے اندر جانے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے کوکی کینگرو نے آواز دی: ''ارے گوشی! بات تو سنو۔ تمہارے بستے میں کتنی کتابیں ہیں؟''

''ایک بھی نہیں۔ بس میرے کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔'' گوشی نے اپنا بستہ کھول کر اندر دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے پاس کتابیں نہیں ہوں گی تو تم پڑھو گی کیسے؟ مس مورنی تو بہت ناراض ہوں گی۔'' کوکی نے بڑی سی چھلانگ لگائی اور اس کے پاس آ گیا۔ ''اوہ! واقعی؟ لیکن میرا بستہ بہت وزنی تھا اس لیے میں نے اپنی کتابیں بستے سے نکال دیں۔'' گوشی پریشان ہو گئی۔ (بقیہ صفحہ نمبر 37)

بی بی بطخو بڑی سیانی

پیارے بچو! آپ بہت ذہین ہیں نا! تو لیجیے اب آپ سے بی بی بطخو پہیلیاں پوچھیں گی۔ یاد رہے کہ ان پہیلیوں کے جوابات میگزین میں ہی موجود ہیں جو آپ کو خود تلاش کرنے ہوں گے۔

1

دور گگن میں اپنی لگن میں
چمکا چم چم چاند کے ہم دم
جو بھی مسافر شام کے آخر
بھولا رستہ کیسے بھٹکا
دور سے پیارا کرے اشارہ
رستہ بتائے راہ دکھلائے
تم ہی بتاؤ کیا کہلائے؟

2

کام......کام......کام
دن بھر کروں میں کام

خوب کروں خوراک ذخیرہ
پھر بھی کروں نہ آرام

گر جو آئے راہ میں مشکل
کبھی نہ ہمت ہاروں میں

کالا کالا رنگ ہے میرا
رہتی ہوں میں غاروں میں

پیارے بچو! بتاؤ ذرا
مجھ کو دیکھو! کون ہوں میں؟

3

کڑوا ہوں اور نیم چڑھا بھی
کچھ چھوٹا ہوں اور کچھ بڑا بھی
امی جب بھی مجھے پکائیں
سب ہی دیکھو منہ بنائیں
کون ہوں میں یہ آپ بتائیں؟

4

وضو نہیں وہ کرتا ہے
لیکن دیتا ہے اذانیں
کیا ہے نام اُس شوخ کا
تم بتلاؤ تو ہم جانیں

اَلِف اقراء

نوید معروف

پیارے بچو! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ قرآن کریم جیسی آخری مقدس کتاب عربی زبان میں نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی زبان بھی عربی تھی صرف یہی نہیں بلکہ جنت میں بھی عربی زبان ہی بولی جائے گی۔ تو آیئے! کیوں نہ ہم عربی زبان سیکھ کر اس کے تمام فضائل حاصل کرنے والے بن جائیں۔

ہم الف نگر میں آپ کو بنیادی اور ابتدائی عربی سیکھنے کے حوالے سے کچھ قواعد سکھائیں گے۔ جسے نا صرف آپ با آسانی یاد کرلیں گے بلکہ تھوڑی سی محنت اور مشق کے بعد اگر اپنے امّی، ابو یا بہن بھائیوں کو سنائیں گے تو یقیناً یہ تمام باتیں آپ کو اپنے نام کی طرح یاد ہو جائیں گی۔ ان باتوں کو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی گفت گو کا حصہ بنائیں تو وہ بھی آپ سے بہت کچھ سیکھیں گے۔ سب سے بڑی بات کہ ہمیں قرآن کریم، نماز اور روز مرہ پڑھی جانے والی دعائیں اور ان کا ترجمہ سمجھنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔

سبق نمبر 1

حَرَکَۃ: حرکت: زبر(َ) زیر(ِ) پیش(ُ)

ان میں سے ہر ایک کو حرکت کہا جاتا ہے۔ تینوں حرکات کے عربی نام درج ذیل ہیں۔

فتحہ یا نصب: زبر(َ) کو کہتے ہیں۔

کَسرَۃ یا جر: زیر(ِ) کو کہتے ہیں۔

ضَمَّۃ یا رفع: پیش(ُ) کو کہتے ہیں۔

مُتحرِّک:

جس حرف پر کوئی حرکت ہو اُسے متحرک کہتے ہیں، جیسے دَخَلَ۔ اس مثال میں ''دَ'' کا حرف متحرک ہے اسی طرح ''خ'' اور ''ل'' بھی متحرک ہیں۔ آپ بتایئے کہ ان تینوں حروف پر کون سی حرکت ہے؟ زبر...... ہے نا؟ آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا ہے۔ ان تینوں پر زبر کی حرکت ہے۔

مَفتُوح:

جس حرف پر زبر (یعنی فتحہ) ہو وہ مفتوح کہلاتا ہے۔ جیسے کَتِفٌ (کندھا) میں ''ک'' کا حرف مفتوح ہے۔ اس لیے کہ اس پر زبر (فتحہ) ہے۔

مَکسُور:

جس حرف کے نیچے زیر یعنی کسرہ ہو وہ مکسور کہلاتا ہے۔ جیسے خَالِدَۃٌ۔ اس میں ''ل'' کو ہم مکسور کہیں گے۔

مَضمُوم:

جس حرف پر پیش ہو جیسے نُورٌ (روشنی) میں ''ن'' مضموم ہے۔ اس لیے کہ اس پر پیش یعنی ضمہ ہے۔

سُکُون:

جزم (ْ) کو کہتے ہیں۔ جیسے اَنْفٌ (ناک)۔ اس مثال میں ''ن'' پر جزم (یعنی سکون) ہے۔

ساکِن یا مَجزُوم:

جس حرف پر جزم ہو وہ ساکن اور مجزوم کہلاتا ہے۔ جیسے نُوْرٌ میں ''و'' اور اَنْفٌ میں ''ن'' وغیرہ۔

پیارے بچو! اس ماہ آپ کے لیے یہی سبق ہے۔ اسے یاد کر کے اپنے والدین یا اساتذہ کو سنایئے۔ اگلے مہینے ان شاء اللہ ہم دوسرے سبق کے ساتھ حاضر ہوں گے۔

شاذیہ خان

الف لغت

مِس! میں بتاؤں؟

آ

آب دوز (اسم) Submarine (n)

آب دوز ایک کشتی ہے جو سمندر کے اندر اور سمندر کی سطح پر بھی سفر کر سکتی ہے۔

☆ آب دوز سمندر کی گہرائی میں بھی سفر کر سکتی ہے۔

آری (اسم) Saw (n)

آری ایک ایسا اوزار ہے، جو لکڑی اور دوسری اشیاء کاٹنے میں مددگار ہے۔ اس کا ایک دستہ اور تیز دھار کنارا ہوتا ہے۔

☆ لکڑی کے ٹکڑے کرنے کے لیے بڑھئی کو آری کی ضرورت ہے۔

آبشار (اسم) Waterfall (n)

آبشار وہ جگہ ہے، جہاں پانی اُونچائی سے نیچے کی جانب گرتا ہے۔ جب پانی زمین سے ٹکراتا ہے تو چھینٹے اُڑتے ہیں۔

☆ نیاگرا ایک خوب صورت آبشار ہے۔

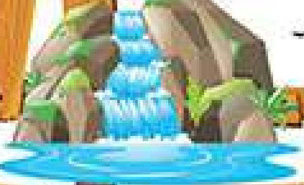

آرام کرسی (اسم) Arm Chair (n)

آرام کرسی کے دونوں جانب آرام دہ بازو ہوتے ہیں، جس پر آپ اپنی تھکن اُتار سکتے ہیں۔

☆ مجھے کتاب آرام کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا پسند ہے۔

آدھا، نصف (اسم صفت) Half (n)

جب آپ ایک مکمل چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہیں تو ہر حصے کو آدھا یا نصف کہا جاتا ہے۔

☆ دونوں بچوں میں آدھا آدھا پیزا تقسیم کیا گیا۔

آڑو (اسم) Peach (n)

ایک قسم کا پھل جو کہ گول اور رس دار ہوتا ہے۔ اس کی جلد ملائم اور اندر ایک سخت گٹھلی موجود ہوتی ہے۔

☆ آڑو سُرخ اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

فوزیہ خلیل

روشنی کا دیا

انہیں جھیل کے پاس روشنیاں دکھائی دیں تو وہ حیران رہ گئیں۔
وہ روشنیاں کیا تھیں؟ پڑھیے اس کہانی میں۔

آج جماعت ہفتم کی طالبات مس حریم کے ساتھ پکنک منانے آئی ہوئی تھیں۔ یہ ایک تفریحی مقام تھا۔ موسم بھی بہت سہانا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ طالبات بہت خوش تھیں۔ شام سے پہلے سب کو واپس جانا تھا۔

اچانک کالی گھٹا چھائی اور اندھیرا سا پھیل گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا آسمان کالے بادلوں سے بھر گیا۔ اتنے میں لڑکیوں کو دُور جھیل کے پاس چھوٹی چھوٹی روشنیاں دکھائی دیں۔

’’ارے وہ کیا؟‘‘ فارعہ نے حیرت سے پوچھا۔

’’بیٹی! وہ جگنو ہیں۔‘‘ مس حریم نے جواب دیا۔

’’مس! کیا ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں؟‘‘ مریم نے پوچھا۔

’’جی بالکل! ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں۔‘‘

’’مس! ان سے روشنی کیسے نکلتی ہے؟‘‘ آمنہ نے سوال کیا۔

’’بیٹی! جگنو سانس لینے کے نظام سے روشنی پیدا کرتے ہیں۔ جب وہ سانس لیتے ہیں تو سانس کی نالی کے ذریعے ہوا اُن کے اندر پائے جانے والے کیمیائی مادہ کو چھوتی ہے۔ ہوا لگتے ہی یہ مادہ روشنی کی صورت میں چمک اُٹھتا ہے۔‘‘ مس حریم نے بچوں کو بتایا۔

’’مس! جگنو خوراک کیا کھاتے ہیں؟‘‘ مسفرہ نے سوال کیا۔

’’بیٹی! اُن کی خوراک گونگھوں اور چھوٹے کیڑوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ اپنے شکار کو کھاتے نہیں بلکہ پی جاتے ہیں۔ ان کے منہ پر انٹینا نما دو اعضا ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ شکار کے جسم میں ایک لیس دار مادہ داخل کرتے ہیں۔ یہ مادہ فوراً کیڑے مکوڑوں کو مائع میں تبدیل کر دیتا ہے اور وہ اس مائع کو پی لیتے ہیں۔‘‘ طالبات یہ سب باتیں سُن کر حیران ہو رہی تھیں۔ کچھ طالبات تو جگنو کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

’’مس! جگنو انڈے دیتے ہیں نا!‘‘ ہاجرہ نے پوچھا۔

’’ہاں بیٹی! یہ انڈے دیتے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ تاریکی میں ان کے انڈے چمکتے بھی ہیں۔‘‘ مس مریم نے ذرا توقف کیا اور بات دوبارہ شروع کی۔

’’بچو! پُرانے زمانے میں لوگ راتوں کو سفر کے دوران جگنو کی روشنی سے مدد لیتے تھے۔ کچھ لوگ بید کی ٹوکریوں میں بہت سے جگنو بند کر لیتے اور دورانِ سفر انہیں ساتھ رکھتے تھے۔ کچھ لوگ سفر کے دوران اُن کو ننھے منے چراغ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ جب وہ کسی جنگل میں سفر کرتے تو جگنو پکڑ کر دھاگے کی مدد سے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے باندھ لیتے اور بہ آسانی سفر طے کر لیتے۔‘‘ مس حریم نے تفصیل سے بتایا۔

’’جی مس! ہمارے قومی شاعر علامہ اقبال نے بھی اپنی ایک نظم میں جگنو کی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے۔‘‘ رافعہ نے بتایا۔

’’مس! میں بھی جگنو کے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہوں۔‘‘ سارہ نے اجازت لے کر بات شروع کی۔ ’’مس! میں نے سنا کہ لڑکیاں جگنوؤں کو باندھ کر اپنے بالوں میں سجالیتی ہیں۔ رات کے وقت یہ بالوں میں ہیروں کی طرح چمکتے ہیں۔‘‘

’’مس! میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ایک عام جگنو آدھے انچ سے زیادہ بڑا نہیں ہوتا لیکن جنوبی امریکا میں ایسے جگنو بھی پائے جاتے ہیں جو دو انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔‘‘ عافیہ نے بتایا۔

’’جی مس! میں نے بھی ایسے جگنوؤں کے بارے میں پڑھا تھا۔ ان دو انچ لمبے جگنوؤں کے جسم سے بیک وقت سُرخ اور ہری روشنیاں نکلتی ہیں۔ سُرخ روشنی سر کی جانب سے اور ہری روشنی دُم کے نیچے سے پیدا ہوتی ہے۔‘‘ ارفع نے بتایا۔

مس حریم بچیوں سے معلومات سن کر بہت خوش ہو رہی تھیں۔

’’مس! جگنو دن کے وقت کہاں رہتے ہیں؟‘‘ اب کی بار عاتکہ نے سوال کیا۔

’’بیٹی! یہ دن بھر چُھپے رہتے ہیں۔ عام طور پر پتوں، گیلی گھاس اور فصلوں میں...... باغ اور سبزے میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ویسے ان کو جھیلوں اور دریاؤں وغیرہ کے نزدیک رہنا زیادہ پسند ہے۔‘‘ مس حریم نے بتایا۔

’’مس! جگنو کی ٹانگیں چھوٹی اور تعداد میں چھے ہوتی ہیں نا؟‘‘ رومیصا نے پوچھا۔

’’اگر ایسا ہے تو پھر یہ درختوں پر بھی چڑھ جاتے ہوں گے۔‘‘ خدیجہ نے کہا۔

’’بالکل رمیصا اور خدیجہ! ان کی چھے ٹانگیں ہوتی ہیں اور یہ درختوں پر چڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن یہ اُڑتے ہوئے اپنے لیس دار مادّہ کی مدد سے دیوار یا درخت کی سطح پر چپک جاتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اُوپر چڑھتے ہیں۔‘‘ مس حریم نے انہیں بتایا۔

’’اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے۔ اُس نے کیسے کیسے جانور اور کیڑے مکوڑے پیدا کیے ہیں۔‘‘ ودیعہ بولی تو مس حریم مسکرا دیں۔

اب بادل سرخ ہو رہے تھے پھر اچانک بارش شروع ہوگئی تھی۔ اتنے میں انہیں بس آتی دکھائی دی۔ مس حریم کے حکم پر تمام طالبات بھاگ کر اس میں سوار ہوگئیں۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ آج کی پکنک بہت شان دار رہی۔

سائنس فکشن

سُورج بادشاہ کا محل

بادشاہ نے کس شہزادی کو اپنا جانشین بنایا؟ یہ تو آپ کو کہانی پڑھ کر ہی پتا چلے گا!

سمیرا انور

ایک تھا سُورج بادشاہ۔ اُس کے چھے شہزادے اور دو شہزادیاں تھیں۔ اُن کے نام بڑے عجیب و غریب تھے۔ بڑے بیٹے کا نام مرکری تھا پھر دو شہزادیاں تھیں وینس اور ارتھ۔ اس کے بعد مارز، جیوپیٹر، سیٹرن، یورینس اور نیپ چون شہزادے تھے۔ یہ سب آپس میں ہر وقت لڑتے جھگڑتے رہتے۔ آئے دن اُن کی شکایتیں ملتی رہتیں، جس کی وجہ سے بادشاہ بہت پریشان تھا۔

ایک دن سُورج بادشاہ نے شہزادے مرکری کو اپنے پاس بُلایا مگر اُس نے کہنا نہ مانا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا۔ اُس نے مرکری کو اپنے محل سے نکل جانے کا حکم دیا اور واپسی کے تمام راستے ہمیشہ کے لیے بند کر دیے۔

شہزادی وینس بہت خوب صورت تھی۔ ایک دن محل کی بالکونی سے وہ باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ اچانک اُسے محسوس ہوا جیسے کوئی جادوئی طاقت اُسے اوپر کی طرف کھینچ رہی ہو۔ شہزادی وینس نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔

سپاہیوں کے آنے تک شہزادی کو ایک انجانی قوت آسمان کی طرف لے جا چکی تھی۔ ادھر سارے محل میں یہ بات پھیل گئی کہ شہزادی کو کسی جن نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ سُورج بادشاہ نے شہزادی کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر کہیں بھی اُس کا سراغ نہ ملا۔

اُدھر مارز اور جیوپیٹر کے درمیان ایک دن جھگڑا ہو گیا۔ جیوپیٹر بہت غصے والا اور مارز سے زیادہ طاقت ور تھا۔ اس نے مارز کو بہت زیادہ مارا جس پر بادشاہ نے جیوپیٹر کو بھی محل سے نکال دیا۔ مارز بے چارے کی مرہم پٹی کی گئی۔

جیوپیٹر سے چھوٹے دونوں بھائیوں، سیٹرن اور یورینس میں کبھی کبھار لڑائی تو ہوتی لیکن اُن میں دوستی بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ جہاں بھی جاتے ایک ساتھ جاتے تھے۔ دونوں شکار کے بہت شوقین تھے۔ ایک دن وہ جنگل میں شکار کے لیے کافی دور نکل گئے اور واپسی کا راستہ بھول گئے۔ بہت تلاش کے باوجود محل کا راستہ نہ ملا۔ چناں چہ انہوں نے جنگل ہی میں رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اس طرح وہ روز شکار کر سکتے تھے جو کہ محل میں رہتے ہوئے ممکن نہ تھا۔ بادشاہ نے اُنھیں ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔

نیپچون ایک کمزور دل شہزادہ تھا۔ اُسے ہر وقت سردی لگتی رہتی۔ وہ سب بہن بھائیوں میں چھوٹا تھا۔ بادشاہ کے غصے کی وجہ سے وہ اُس سے دُور ہی رہتا تھا۔

سُورج بادشاہ کے پاس اب صرف شہزادی ارتھ یعنی زمین ہی باقی بچی تھی۔ چناں چہ بادشاہ نے شہزادی یعنی زمین کو اپنا جانشین بنا دیا۔ اب زمین ہی سورج بادشاہ کے دربار کے تمام کام سنبھالتی ہے۔ مختلف موسموں سے لوگوں کو آگاہ کرتی ہے۔ سال میں طرح طرح کے پھل اور سبزیاں اُگاتی ہے۔

> پیارے بچو! دی گئی تصویر میں آپ کو سُورج بادشاہ دکھائی دے رہا ہے۔
> آپ ذرا سُورج بادشاہ کے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام لکھ کر ہمیں اس پتے پر بھیجیے۔
> **ماہنامہ الف نگر** 43/11 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV، لاہور۔
> ای میل: submissions.alifnagar@alifkitab.com

انعامی سلسلوں کے کوپن

آرٹ گیلری (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

یہ رہا جملہ (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

اُلّو کی کچہری (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

دادا جان کی بیٹھک (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

باتیں ہوشیار ہُد ہُد کی (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

ایک تیر دو شکار (مئی 2018ء)

نام: ________ ولدیت: ________

اسکول کا نام: ________ عمر: ________

فون نمبر: ________ پتا: ________

____

ماہنامہ الف نگر 11/43 ایف سی سی ولاز گلبرگ IV لاہور

PAKISTAN'S FIRST
EVER DIGITAL TALK SHOW
FEATURING UNTOLD STORIES
OF TODAY'S HEARTTHROBS
AND LEGENDS
OF THE PAST.
Rewind
WITH SAMINA PEERZADA
SUBSCRIBE NOW
TO WATCH YOUR FAVORITE
CELEBRITIES.
SHARE YOUR STORIES WITH US
rewind@dotrebublicmedia.com
CREATORS
/RewindWithSaminaPeerzada
DOT REPUBLIC

RAHIM PARDESI
ORDER NOW
AND
GET A SIGNED LETTER
FROM RAHIM
Email : info@dotrepublicmedia.com
WhatsApp : +923317528837
RS. 1,200
RS. 350
RAHIM PARDESI
RS. 800
RS. 500
CREATORS
/RahimPardesi
DOT REPUBLIC

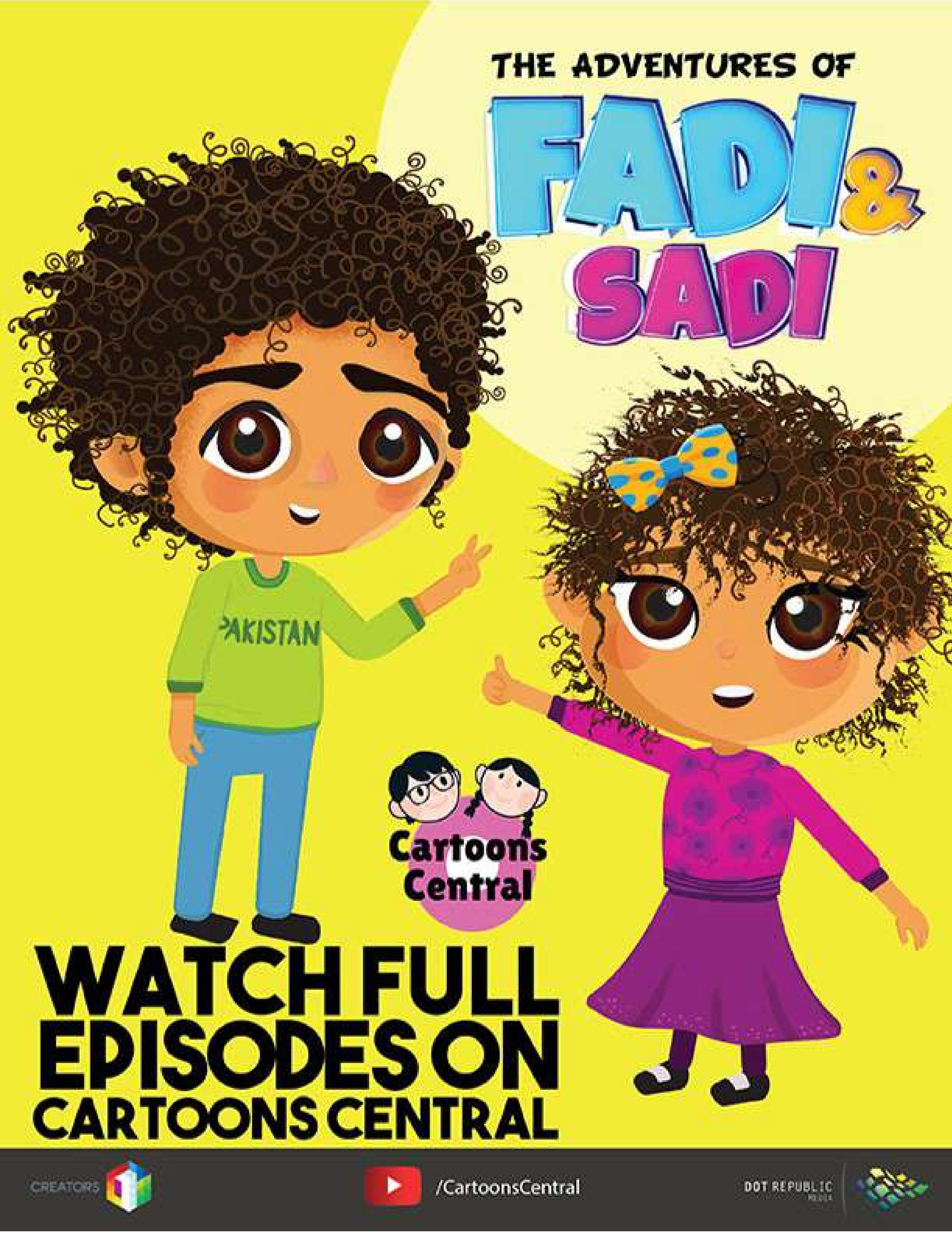
THE ADVENTURES OF
FADI &
SADI
PAKISTAN
Cartoons Central
WATCH FULL EPISODES ON CARTOONS CENTRAL
CREATORS
/CartoonsCentral
DOT REPUBLIC